November-2016 | شمارہ نمبر: ۸ | جلد ۲ | نومبر ۲۰۱۶

ایک شمارہ کی قیمت 15 روپے، سالانہ زر تعاون 150 روپے، بیرون ممالک کے لئے 40 ڈالر، خلیجی

مکہ پبلیشر دہلی
گلی سروتے والی مکان نمبر ۴۴۲، دوسری منزل، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی۔ ۶
آفس کا فون نمبر: Ph: 011-23260749, Mob: 9911062519

PAIGHAM E SHARIAT
Monthly
House No. 442, 2nd Floor, Gali Sarotey Wali,
Matia Mahal Jama Masjid Delhi-110006
Mob: 9911062519, 011-23260749
Email: paighameshariat@gmail.com
Indian Bank, A/c. Name: Paighameshariat
A/c. No. 6409744750, IFSC Code IDIB000J033

فہرست مضامین

{نوٹ}

مندرجات سے ادارے کا اتفاق ضروری نہیں۔

کسی قسم کی عدالتی چارہ جوئی صرف دہلی کی عدالت میں قابل سماعت ہوگی۔

اداریہ

مسلمانوں کے عائلی قوانین میں دخل اندازی غیر آئینی ہے

از: فیضان المصطفیٰ قادری

یونیفارم سول کوڈ کی تجویز کے خلاف پورا ملک سراپا احتجاج ہے۔ مودی حکومت معاشی ترقی اور صنعت وتجارت کے فروغ کے نام پر اقتدار میں آئی اور دنیا میں ہندوستان کی امیج کو بہتر طور پر پیش کرنے کی کوشش کرتی ہوئی نظر بھی آئی، لیکن ساتھ ہی ساتھ رفتہ رفتہ بھگوا تنظیموں کے منصوبوں کی طرف اس کے قدم مسلسل بڑھتے نظر آ رہے ہیں۔ مسلمانوں کے عائلی قوانین میں تبدیلی کی بات کر کے انھوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ حکومت اندرون خانہ انھیں تنظیموں کے زیر اثر کام کر رہی ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ مسلمان اپنے عائلی قضیے مذہبی تعلیمات کے مطابق حل کرتے ہیں، اور اس پر بہت سختی سے کاربند بھی رہتے ہیں۔ یہ بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ مسلمانوں کے پچانوے فیصد عائلی مسائل کورٹ تک جاتے ہی نہیں، بلکہ پورے ملک میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کے دارالافتا اور دارالقضا سے حل ہو جاتے ہیں، جن کا بوجھ انتظامیہ ،مقننہ یا عدلیہ پر بالکل نہیں پڑتا۔ پھر بھی نہ جانے کیوں اس کی فکر ستا رہی ہے کہ ان عائلی قوانین کو تبدیل کر کے یکساں قانون نافذ کیا جائے۔ مسلم خواتین کے بارے یہ کہنا کہ وہ ان اسلامی قوانین کی بنا پر ظلم کا شکار ہوتی ہیں غلط ہے، اگر کچھ مسلم خواتین مردوں کی طرف سے ظالمانہ رویے کی شکار ہوتی ہیں جس میں غیر مسلم خواتین بھی شامل ہیں تو اس کے دوسرے محرکات ہیں۔ ہندوستانی مسلمان جو مذہبی تعلیمات پر کئی دوسرے ترقی یافتہ ملکوں کی نسبت زیادہ عامل ہیں، یہاں طلاق کی شرح ہرگز دوسرے ملکوں کی نسبت زیادہ نہیں۔ بلکہ مغربی ممالک میں طلاق کی شرح زیادہ ہے۔ بلکہ مغربی ملکوں میں کتنی خواتین پچاس سال کی عمر تک پہنچتے پہنچتے چار پانچ شادیوں سے گزر چکی ہوتی ہیں۔ بلکہ کچھ تو درجن بھر شوہر بھی فارغ کر چکی ہوتی ہیں۔ یہ کہنا کہ 'مسلم خواتین کو علاحدگی اختیار کرنے کا کوئی حق نہیں دیا گیا' یقینی طور پر غلط ہے۔ اور یہ کہنا کہ 'تین طلاق دینے کے بعد دوبارہ شادی کرنے کے لیے حلالہ کے مرحلے سے گزارنا عورت پر ظلم ہے، بھی غلط ہے بلکہ یہ تو اصل میں عورت کی آزادی اور اس پر تین طلاق دینے والے مرد کے اختیارات کو سلب کر لینا ہے۔ نہ جانے لوگ کیوں اس کو اس جہت سے دیکھتے ہیں، جب کہ عورت کی دوسری شادی ہو یا پہلی، اس عورت کی رضامندی کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی۔ اب اپنی مرضی سے کسی اور سے نکاح کرے اور اس پر تین طلاق دینے والے شوہر کا کوئی بس نہ چلے تو اس میں عورت کی آزادی ہے یا اس پر ظلم ہے؟ اگر اس مسئلے پر کوئی غلط طور پر عمل کرتا ہے تو اسلامی تعلیمات سے بیگانگی یا قانون کے نفاذ کی کمی ہے، لوگ تین طلاق کے بعد حلالہ کو اس عورت کے لیے سزا سمجھتے ہیں جو کہ دراصل اس مرد کے لیے سزا ہے جس نے اسے تین طلاق دی ہے۔ بہر کیف اس قسم کے مسائل پر خاصی تفصیل سے گفتگو کی جا سکتی ہے لیکن فی الحال صفحات اس کے متحمل نہیں۔

ہمیں اس قسم کی حکومتی تجاویز پر حضور مفتی اعظم ہند یاد آتے ہیں جنھوں نے اندرا گاندھی کے زمانے میں نس بندی کے قانون کی کھل کر

مخالفت کی تھی، اور اس کے خلاف فتویٰ جاری کیا تھا جس کے بعد حکومت کو اپنا فیصلہ واپس لینا پڑا تھا، آج بھی ایسی مرکزی اور متحدہ کوششیں درکار ہیں جن کی بنا پر حکومت مسلمانوں کے عائلی قوانین میں کسی قسم کی دراندازی نہ کر سکے۔ ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے اور اس ملک کے آئین نے اپنے شہریوں کو مکمل مذہبی آزادی دی ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو بھی مذہبی تعلیمات پر عمل کرنے کی پوری آزادی رہنی چاہیے۔ ہندوستانی مسلمان اس میں کسی قسم کی دخل اندازی برداشت نہیں کریں گے۔

حضرت سید تراب الحق قادری اور تعلیماتِ رضا

گزشتہ ۶ ستمبر کو ہماری جماعت اپنے ایک عظیم سربراہ سے محروم ہو گئی۔ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری اس رجل عظیم کا نام ہے جس نے طوفان کی زد پر محبت کے چراغ جلائے تھے اور اپنی رحلت سے پہلے اسے خوب روشن دیکھنا چاہتے تھے۔ ان کی شخصیت ''زادہ بسطۃً فی العلم والجسم'' کی خوبصورت تفسیر تھی۔ انھوں نے زندگی کا جو سفر ۱۹۴۴ میں حیدرآباد دکن میں شروع کیا تھا وہ کراچی میں ۲۰۱۶ میں مکمل ہوا، مگر اس سفر میں وہ کہاں کہاں گئے؟ کیا کیا خدمات انجام دیں؟ کتنے پتھروں کو موم کیا، کتنی خارداروادیاں عبور کیں، کتنی کھائیاں پاٹ دیں، شاید اس کا ریکارڈ کسی کے پاس نہ ہو۔ وہ علم و تحقیق کا مخزن تھے، زبان و بیان کے بادشاہ تھے۔ شہرت و عزت خود ان کے در کے گدا تھے، حاضر جوابی کمال کی تھی، اور انداز بیان انوکھا تھا۔ غیور باپ کی اولاد نے کبھی حمیت و غیرت کا سودا نہ کیا، مصلحت کوشی کے جراثیم دور دور تک نظر نہ آتے تھے۔ مگر پھر بھی سب کے دلوں کو موہ لیتے تھے۔ موصوف صرف پاکستان نہیں بلکہ پوری دنیا میں اہل سنت و جماعت کے قائدین اور سرکردہ علما میں شمار ہوتے تھے، اور یہ قیادت صرف تقریر و خطابت کی حد تک محدود نہ تھی بلکہ مختلف محاذ پر آپ نے اہل سنت کی قیادت فرمائی ہے، خصوصاً علمی و تحقیقی میدان میں، اہل باطل کے افکار و نظریات کے رد و ابطال میں، صالح افکار کے ابلاغ و ترسیل میں، بیعت و ارشاد میں، اور حسب ضرورت سیاسی محاذ پر۔ اور جس محاذ پر آپ نے کام کیا وہاں جماعت کو سرخرو کیا ہے۔ آپ کے علم و تحقیق، انداز بیان، حق گوئی، حاضر جوابی اور ظرافت نے مل کر آپ کی شخصیت کو ایک انجمن بنا دیا تھا۔ تاریخ میں بہت کم ایسے لوگ پیدا ہوئے ہیں جو عوام اور خواص سب میں یکساں مقبول ہوئے ہوں اور جن کے لیے سب کے دل دھڑکتے ہوں۔ اگر علم و تحقیق کی بنا پر اہل علم کسی کے قائل ہوتے ہیں تو عوام کے لیے ان کی باتیں سمجھ سے باہر ہوتی ہیں، اور جو اپنے خوبصورت انداز بیان سے عوام کا دل موہ لیتے ہیں کوئی ضروری نہیں کہ علما اور دانشور طبقہ ان سے متاثر ہو۔ مگر حضرت سید شاہ تراب الحق علیہ الرحمہ کی شخصیت اس لحاظ سے بڑی منفرد و ممتاز تھی کہ آپ کے لیے عوام و خواص، این قدر تا آں قدر سبھی کے دل کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔ آپ کی شخصیت نے بڑے بڑوں کو مرعوب کیا ہے لیکن خود کسی سے مرعوب نہ ہوتے تھے۔ بھرے بدن اور لمبے قد کے ساتھ وجیہ چہرے پر شاندار عمامہ آپ کی پہچان تھی، لوگوں نے ہمیشہ یوں ہی دیکھا اور ایسا ہی ہمیشہ دیکھنا چاہتے تھے مگر رضائے الٰہی سے اب وہ ہمارے درمیان نہ رہے۔ اپنی پچاس سالہ دعوتی، علمی اور تصنیفی خدمات انجام دے کر سرمدی رحمتوں کی آغوش میں جا بسے۔

مسلک اعلیٰ حضرت آپ کا مشن:

تاریخ میں بہت کم ایسا ہوا ہے کہ کسی ایک شخصیت کو حق و باطل کے درمیان وجہ امتیاز اور خط فاصل کا درجہ دیا گیا ہو۔ جس ایک شخصیت کو اللہ تعالیٰ نے پوری ایک صدی سے حق و صداقت کا معیار قرار دیا ہے وہ شخصیت امام احمد رضا کی ہے۔ ایسا نہیں کہ آپ سے بیعت و ارشاد کا ایک سلسلہ چل نکلا تو مریدین و متوسلین تو سب کچھ سمجھتے ہوں، لیکن باقی دنیا کو ان سے کچھ لینا دینا نہ ہو نہیں، بلکہ انھیں بارگاہ رسالت سے وہ مرکزیت حاصل ہوئی کہ خواہ سلسلہ رضویہ ہو یا سلسلہ اشرفیہ، سلسلہ قادریہ ہو یا سلسلہ چشتیہ یا سلسلہ سہروردیہ یا سلسلہ نقشبندیہ یا کوئی اور، سبھی امام احمد رضا کو اپنا امام تسلیم

کرتے ہیں، بلکہ وہابی نجدی تو تمام سلاسل طریقت کو ہی ''بریلوی'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے اپنی تصنیفات کے ذریعہ ان تمام عقائد ومسائل میں حق وصداقت کو آفتاب نیمروز کی طرح عیاں کردیا جن کی قوم کو ضرورت ہے۔لہٰذا بعد کے اکابر علمائے کرام وقائدین ملت کا یہی طرز عمل رہا کہ امام احمد رضا کی تعلیمات کو من وعن اپنالیا جائے۔خصوصاً ہندو پاک کے اساطین کا یہی شیوہ رہا۔

حضرت سید شاہ تراب الحق صاحب قبلہ اس گروہ کے سرخیل تھے جو قوم کو امام احمد رضا کی تعلیمات پر گام زن دیکھنا چاہتا تھا۔اور اس کے لیے ہمہ تن جدوجہد کرتے رہے۔اس کے لیے آپ کی سرگرمیاں صرف تقریر تک محدود نہ رہیں، بلکہ تنظیمی سطح پر اس کے لیے آپ نے بہت کام کیے۔اپنوں میں اس کے لیے تنظیمیں بنائیں، تحریکیں چلائیں، جلسے کیے، ملاقاتیں کیں، ذہن سازی کے لیے اپنی فکری وعملی قوتوں کو پورے طور پر بروئے کار لاتے رہے، اور غیروں سے اس کے لیے مناظرے کیے، کھلے ماحول میں سوال وجواب کے سیشن کیے، ملاقاتیں کیں، ہر محاذ پر حق کا اس کے لیے کام کرتے رہے۔ اس کے لیے آپ کی خدمات نصف صدی سے زائد عرصے کو محیط ہیں۔اس عرصے میں آپ نے دنیا کے بیشتر ملکوں کے دورے کیے، مراکز ومساجد کی بناڈالی، نوجوانوں کو تحریک دی، سمجھنے کا شعور دیا، بولنے کا سلیقہ دیا، اور اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کو دور دور تک پہنچایا۔آپ اپنے بیان میں جب امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کا حوالہ دیتے تو ان کا ذکر کچھ اس شان سے کرتے کہ سامعین پر ان کی عظمت کا سکہ بیٹھ جاتا۔بیان مختصر ہو یا مفصل اعلیٰ حضرت کا نام اسی شان سے لیتے کہ القاب وآداب میں کوئی کمی نہ کرتے۔

امام احمد رضا قدس سرہ سے اختلاف:

علمی اختلاف تو کسی کا کسی سے بھی ہوسکتا ہے، یہ فطری بات ہے کہ کسی کی سوچ اور فکر وہاں تک نہ پہنچے جہاں تک اعلیٰ حضرت کی پہنچی ہو، اور ظاہر ہے کہ ہر شخص اپنے مبلغ علم کے مطابق ہی مکلف ہے۔لیکن امام احمد رضا سے کسی قسم کے اختلاف کو ہمارے بزرگوں نے اچھی نظر سے نہ دیکھا نہ اس کی حوصلہ افزائی کی، اس کی وجہ اولاً تو امام اہل سنت کی بارگاہِ الٰہی ورسالت پناہی میں مقبولیت ہے، ثانیاً ان کا معیارِ تحقیق۔فتاویٰ رضویہ کے مسائل ورسائل مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اس کی کسی سطر پر سوالیہ نشان قائم کرنا تو دور کی بات ہے ٹھیک سے سمجھ لینا بھی آسان نہیں۔ جن علما نے چند باتوں میں اعلیٰ حضرت سے اختلاف کیا ان کے مشائخ واکابر نے امام احمد رضا قدس سرہ کو تمام علمی امور میں حرف آخر مانا، اور کسی ایک نکتے پر بھی سرمو انحراف کی نہ سوچی، بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے امام احمد رضا کے قلم کو اپنی حفاظت میں لے لیا ہے کہ اس سے کوئی غلط بات صادر ہو۔ حضرت سید شاہ تراب الحق علیہ الرحمہ بھی اعلیٰ حضرت سے کسی اختلاف کو سخت ناپسند کرتے تھے۔بلکہ ایسے اختلاف کے شوقین لوگوں تحریر وبیان کے ذریعہ رد بھی کرتے، اور ایسی تحریروں کی حوصلہ شکنی کرتے۔یہ طرز عمل آپ نے اپنے اکابر سے سیکھا تھا۔مگر آپ کی وسعت فکر ونظر کا عالم یہ تھا کہ اس قسم کے حساس مسائل کو تقریر کا موضوع نہ بناتے، جیسا کہ آج کل تقریر کے لیے ایسے حساس مسائل کا ہی انتخاب کیا جاتا ہے جو داخلی اختلافات کا نتیجہ ہوتے ہیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دوریاں بڑھتی جاتی ہیں اور خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی جاتی ہے، پھر دو گروہ بن جاتے ہیں اور ہر گروہ اپنے موقف کو حق وباطل کے درمیان نشان امتیاز سمجھ کر خوش ہوتا رہتا ہے۔شاہ صاحب علیہ الرحمہ حساس مسائل کو وہیں حل کرنے کی کوشش کرتے جہاں سے وہ پیدا ہوئے۔اور عموماً آپ کی تقریر کا موضوع ایسا ہوتا جس سے گمراہ فرقوں کا رد ہو اور اہل سنت وجماعت کے نظریات ومعمولات کی حقانیت ثابت ہو۔ ان کی علمی خدمات میں اگرچہ ان کے ہزاروں خطابات اور سیکڑوں سوال وجواب کے سیشن آن ریکارڈ ہیں لیکن انھوں نے حسب ضرورت تصنیفی خدمات بھی انجام دی ہیں۔ان میں کچھ تصنیفات خاصی مقبول بھی ہوئیں۔اللہ تعالیٰ ان کی مرقد انور پر رحمت وانوار کی بارش فرمائے۔آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم۔☆☆

درس حدیث

ساتویں قسط

مشکل احادیث اور ان کا حل

از: مولانا کوثر امام قادری مہراج گنج

عمر میں کمی اور زیادتی

عن حذیفة بن اسید الغفاری رضی الله عنه، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم باذني هاتين، يقول:

(ان النطفة تقع في الرحم اربعين ليلة ثم يتصور عليها الملك، فيقول يارب أذكر أو انثى فيجعله الله ذكرا أو انثى، ثم يقول: يارب أسوى أو غير سوى فيجعله الله سويا أو غير سوى، ثم يقول: يارب ما رزقه، ما اجله، ما خلقه، ثم يجعله الله شقيا أو سعيدا) (مسلم باب كيفية خلق الآدمي)

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے اپنے ان دونوں کانوں سے سنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(رحم میں چالیس راتیں نطفہ ٹھہرتا ہے، پھر فرشتہ اس کی صورت بناتا ہے، پھر کہتا ہے: اے رب! مذکر یا مؤنث، پھر اللہ تعالیٰ اس کو مذکر یا مؤنث بنا دیتا ہے، پھر کہتا ہے: اے رب اس کو کامل الاعضا بناؤں یا ناقص بناؤں، پھر اللہ تعالیٰ اس کو کامل یا ناقص بنا دیتا ہے، پھر کہتا ہے: اے رب اس کا رزق کتنا ہے، اس کی موت، حیات کتنی ہے، اس کے اخلاق کیسے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ اس کو شقی یا سعید بنا دیتا ہے)

یہ اور اس طرح کی دیگر احادیث کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ آدمی کی شقاوت اور سعادت، مدت عمر، رزق سب کچھ لکھا جا چکا ہے، اس میں کمی بیشی ممکن نہیں، لیکن حسب ذیل حدیث میں اس کے خلاف معلوم ہوتا ہے:

عن انس بن مالك رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

((من احب ان يبسط في رزقه وينسا له في اثره فليصل رحمه)) (مسلم، باب صلة الرحم)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں کشادگی کی جائے یا اس کی عمر دراز کی جائے وہ صلہ رحمی کرے)

حل اشکال

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدت عمر میں اضافہ اور مقررہ رزق میں کشادگی ممکن ہے، اس طرح دونوں قسم کی حدیثوں میں باہم تعارض ہو گیا جس کے دفعیہ کے لیے علمائے اسلام نے متعدد

جوابات نقل فرمائے ہیں:

اول: عمر میں زیادتی سے مراد یہ ہے کہ عمر میں برکت دی جاے اور عبادات میں توفیق دی جاے اور اس کی زندگی کے اوقات کو ان کاموں میں صرف کیا جائے جو اس کے لیے آخرت میں نفع آور ہوں اور غیر مفید کاموں میں ضیاع وقت سے اس کو محفوظ رکھا جائے۔

دوم: عمر اور رزق میں زیادتی کا تعلق تقدیر معلق سے ہے، تقدیر مبرم سے نہیں ہے، مثلاً فرشتوں کو لوح محفوظ میں دیکھا یا جاتا ہے کہ اس کی عمر ساٹھ سال اور اگر اس نے صلہ رحم کیا تو اس کی عمر چالیس بڑھا دی جاے گی، لیکن اللہ تعالیٰ کو علم ہوتا ہے کہ وہ صلہ رحم کرنے والا ہے یا نہیں اور اس کی عمر کتنی ہے۔

سوم: زیادتی عمر سے مراد یہ ہے کہ اس کے مرنے کے بعد دنیا میں اس کا ذکر جمیل باقی رہے گا اور اس کے اعمال صالحہ کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہے گا (شرح مسلم جلد ۷ / ۹۷)

شفاعت

اللہ تبارک وتعالی نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم گنہگاروں، بدکاروں کے لیے شفیع بنایا ہے، کل بروز محشر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی بارگاہ میں اس کی عطا کردہ نعمت شفاعت کے سبب سفارش فرمائیں گے اور آپ کی رحمت واسعہ کے صدقہ گنہگار امت جنت میں داخل ہوگی، اس سلسلے میں سیکڑوں حدیثیں کتب حدیث میں موجود ہیں، یہاں صرف دو حدیثیں نقل کرتا ہوں:

عن انس بن مالك رضی الله عنه، قال: قال رسول الله صلی علیه وسلم:

((شفاعتی لاھل الکبائر من امتی)) (سنن ترمذی ۱۵۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((میں اپنی امت کے گناہ کبیرہ کرنے والوں کی شفاعت کروں گا))

عن جابر بن عبد الله رضی الله عنه، ان النبی صلی الله علیه وسلم، قال:

((اعطیت خمسا لم یعطهن احد قبل، نصرت بالرعب مسیرة شهر وجعلت لی الارض مسجدا وطهورا فایما رجل من امتی ادرکته الصلوة فلیصل واحلت لی المغانم ولم تحل لاحد قبل واعطیت الشفاعة وکان النبی صلی الله علیه وسلم یبعث الی قومه خاصة وبعثت الی الناس عامة)) (بخاری جلد اول ۴۸)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مجھے پانچ ایسی چیزیں دی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئی ہیں: ایک ماہ کی مسافت کے رعب سے میری مدد کی گئی ہے، تمام روئے زمین کو میرے لیے مسجد اور جائے تیمم بنایا گیا؛ لہذا میری امت سے جو شخص نماز کا وقت پائے نماز پڑھ لے اور میرے لیے مال غنیمت حلال کردیا گیا، جو مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہ تھا، مجھے شفاعت عطا کی گئی، پہلے نبی ایک خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا)

مذکورہ احادیث کے خلاف حسب ذیل حدیث پیش کی جاتی ہے:

عن أبی هریرة رضی الله عنه، قال: لما نزلت و انذر عشیرتك الاقربین، دعا النبی صلی الله علیه وسلم قریشا فاجتمعوا فعم وخص، فقال:

((یابنی کعب بن لوئ انقذوا انفسکم من

النار، یابنی مرۃ بن کعب انقذوا انفسکم من النار، یابنی عبد شمس انقذوا انفسکم من النار، یابنی عبد مناف انقذوا انفسکم من النار، یابنی ھاشم انقذوا انفسکم من النار، یا بنی عبد المطلب انقذوا انفسکم من النار، یا فاطمۃ انقذی نفسك من النار فانی لا املك لکم من اللہ شیئا))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا جب آیت کریمہ: {وانذر عشیرتك الاقربین} نازل ہوئی؛ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو بلایا تو وہ عام و خاص سب جمع ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اے کعب بن لوی کی اولاد اپنے کو جہنم سے بچاؤ، اے مرہ بن کعب کی اولاد جہنم سے اپنے کو بچاؤ، اے عبد الشمس کی اولاد جہنم سے اپنے کو بچاؤ، اے عبد مناف کی اولاد اپنے کو آگ سے بچاؤ، اے بنو ہاشم اپنے کو جہنم سے بچاؤ، اے عبد المطلب کی اولاد اپنے کو جہنم سے بچاؤ، اے فاطمہ اپنے کو جہنم کی ہولناکی سے بچاؤ؛ اس لیے کہ میں اللہ کی عذاب کو تم لوگوں سے دفع نہیں کر سکتا)

اور بعض روایتوں میں ہے:

(لا اغنی عنك من اللہ شیئا)

(مشکواۃ شریف ۴۶۰)

حل اشکال

مذکورہ حدیث سے معلوم ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کا اختیار نہیں، جب ہی تو فرمایا کہ میں تم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا، اس طرح دونوں قسم کی حدیثیں باہم متعارض ہو گئیں۔

دفع تعارض کی دو صورتیں ہیں:

اول: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مجمع میں یہ ارشاد فرمایا، وہاں کفار و مشرکین کی اکثریت تھی، وہ ابھی تک ایمان نہیں لائے تھے اور ظاہر ہے کہ شفاعت کا تعلق اہل ایمان سے ہے؛ اس لیے انہیں آگاہ کیا گیا کہ اگر تم لوگ ایمان نہیں لاتے اور حالت کفر میں مر گئے؛ تو خواہ کوئی ہو میں اسے عذاب الٰہی سے نہیں بچا سکتا اور وہیں حضرت سیدہ طاہرہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں، انھیں اس لیے مخاطب کیا تا کہ کلام میں مزید شدت پیدا ہو جائے کہ اگر پیغمبر کی اولاد بھی صاحب ایمان نہ ہو؛ تو اسے بھی عذاب الٰہی سے نہیں بچایا جا سکتا، چہ جائیکہ دوسرے لوگ۔

دوم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ میں رب تعالیٰ کے مقابل ہو کر تمہیں عذاب الٰہی سے نہیں بچا سکتا؛ کیونکہ شفاعت تو باذن الٰہی ہے نہ کہ بطور مقابلہ ہے۔

خواب کا اجزائے نبوت سے ہونا

عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول اللہ علیہ السلام:

((رؤیا المومن جزء من ستۃ و اربعین جزءا من النبوۃ)) (مسلم باب الرویاء)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزا میں سے ایک جز ہے)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزا میں سے ایک ہے مگر دوسری متعدد حدیثیں اس کے خلاف ہیں، مثلاً یہ حدیث:

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

((الرویاء الصالحۃ جزء من سبعین جزءاً من

النبوۃ))

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا:

((اچھا خواب نبوت کے ستر اجزا میں سے ایک جز ہے))

حل اشکال

خواب کے اجزاے نبوت ہونے میں ایک درجن سے زائد اقوال باہم متعارض میں جن میں تطبیق کے کے لیے اور دفع اشکال کے لیے علامہ عینی نے یوں کوشش فرمائی:

''اکثر احادیث میں چھیالیسویں جز کا ذکر حضرت ابوہریرہ سے پینتالیس جز کی روایت ہے، حضرت ابن عمر سے سترویں جز کی روایت، حضرت انس بن مالک سے چھبیسویں جز کی روایت ہے، حضرت ابن عباس سے پچاسویں جز کی روایت ہے، حضرت ابوزرعہ عقیلی سے چالیسویں جز کی روایت ہے، حضرت عبادہ سے چوالیسویں جز کی بھی روایت ہے، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے انچاسویں جز کی روایت ہے، قرطبی نے 'مفہم' میں سینتالیسویں جز کا ذکر کیا ہے، اس طرح اجزاے نبوت کے بیان میں دس اعداد کا ذکر ہو گیا ہے اور بعض شروح میں حضرت عبادہ کی روایت میں چوبیس کا، حضرت ابن عمر کی روایت میں چھبیس کا، ایک قول بیالیس کا، ایک قول پچیس کا ہے۔

بعض علما نے ان اعداد کے اختلاف کی یہ توجیہ کی ہے کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عدد بیان کیا ہے اس وقت اتنی ہی نسبت تھی اور جوں جوں نبوت کا زمانہ زیادہ ہوتا گیا، عدد کی مقدار میں اضافہ ہوتا گیا، مثلاً جب نبوت کے تیرہ سال پورے ہو گئے؛ تو سچے خواب نبوت کا چھبیسواں حصہ قرار پائے اور جب نبوت کے بیس سال پورے ہو گئے؛ تو سچے خواب نبوت کا چوالیسواں حصہ قرار پائے اور جب نبوت کے بائیس سال پورے ہو گئے؛ تو سچے خواب چوالیسواں حصہ قرار پائے پھر پینتالیسواں حصہ اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں آخر میں چھیالیسواں حصہ پورا ہوا۔

اس کے علاوہ جو چالیس سے زائد کی روایت ہیں وہ ضعیف ہیں، جس روایت میں پچاس کا ذکر ہے اس میں چالیس کے بعد کسر کا اعتبار نہیں کیا گیا اور ستر کی روایت مبالغہ پر محمول ہے۔ اس کے علاوہ جو روایات ہیں وہ ثابت نہیں ہیں''۔ واللہ اعلم (عمدۃ القاری جلد ۲۴، ۱۳۲)

عبدالمصطفیٰ نام رکھنا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

((لا یقولن احدکم عبدی فکلکم عبید اللہ ولکن لیقل فتای ولا یقل العبد ربی ولکن لیقل سیدی)) (مسلم، باب حکم اطلاق لفظۃ العبد)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(تم میں سے کوئی شخص (کسی کو) یہ نہ کہے میرا بندہ، تم سب اللہ کے بندے ہو، البتہ یہ کہہ سکتا ہے میرا نوکر اور نہ غلام یہ کہے میرا رب، البتہ میرا سید کہہ سکتا ہے)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ لفظ عبد کی اضافت غیر اللہ کی طرف درست نہیں ہے، اس مفہوم کی اور بھی روایتیں مسلم شریف میں موجود ہیں، جبکہ دوسری روایت سے عبد کی اضافت غیر اللہ کی طرف جائز معلوم ہوتی ہے:

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، قال:

"قد کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فکنت عبدہ وخادمہ))

ترجمہ: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، پس میں آپ کا بندہ اور خادم تھا''۔

دفع اشکال

عبد کا معنی دو ہے: اول: عابد، عبادت کرنے والا، دوم: غلام وخدمت کرنے والا، قرآن شریف میں ہے:

{ولعبد مؤمن خیر من مشرك}

تو جن حدیثوں میں عبد کی اضافت غیر اللہ کی طرف منع ہے، وہاں مراد ہے کہ جب عبد کا معنی عابد وعبادت کرنے والا ہو؛ تو اس معنی میں اس کی اضافت غیر اللہ کی طرف جائز نہیں اور جب عبد کا معنی صرف خادم وغلام ہو؛ تو اس کی اضافت غیر اللہ کی طرف جائز ہے، جیسا کہ قرآن شریف میں متعدد مقام پر عبد کی اضافت غیر اللہ کی طرف اس معنی میں کی گئی ہے:

{وانکحوا الایامٰی منکم والصالحین من عبادکم امائکم} (قرآن شریف، سورہ: ۲۴/ آیت نمبر: ۳۲)

ترجمہ: ((اور نکاح کرواپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا))

{قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لاتقنطو من رحمۃ اللہ} (قرآن شریف، سورہ: ۲۹/ آیت: ۵۳)

((اے محبوب فرمادو مرے وہ بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں))

ایک تفسیر کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضور کو حکم فرمایا کہ آپ فرمادیں اے مرے بندو، ان دونوں آیتوں میں عبد وعباد کی اضافت اس دوسرے معنی میں ہے اور یہ بلاشبہ جائز ہے۔

☆☆☆

تراب الحق تیرا

ہر طرف ہے نور پھیلا، شہ تراب الحق تیرا
نوریوں ہی کا گھرانہ، شہ تراب الحق تیرا

مست تھا ذکر خداوندی سے، ہر دم، بے شبہ
اس لیے ہر سو ہے چرچا، شہ تراب الحق تیرا

مظہر غوث الوری ہو آپ، یہ ایمان ہے
کام تو جاری رہے گا، شہ تراب الحق تیرا

علم وادب وفکر کو بخشی کو ہے تو نے زندگی
ہر طرف بجتا ہے ڈنکا، شہ تراب الحق تیرا

اپنے آقاؤں کے وعدوں کو، نبھایا آپ نے
سلسلہ چلتا رہے گا، شہ تراب الحق تیرا

چودہ سو اڑتیس ھجری کے گئے تھے تین دن
پنجشنبہ وصل ٹھہرا، شہ تراب الحق تیرا

شکر رب مصطفی سے مست ہے فیصل بھی کہ
فیض روحانی ہے پاتا، شہ تراب الحق تیرا

شاہ فیصل خان قادری مصباحی بلرام پوری
خادم امام احمد رضا جامع مسجد ودار العلوم جامعۃ المدینہ۔
جوھانسبرگ۔ساؤتھ افریقہ

فقہ وفتاویٰ

حضرت مفتی محمود اختر القادری صاحب ممبئی

صفر المظفر کے آخری بدھ کی حقیقت

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ آخری بدھ منانا کیسا ہے؟ کیا واقعی اس روز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل صحت کیا تھا؟ اس کی حقیقت کیا ہے؟

الجواب بعون الملك العزيز الوهاب: صفر المظفر کے آخری چہار شنبہ کو خوشی منانا طرح طرح کی تقریبات منعقد کرنا بالکل بے اصل ہے اور یہ کہنا کہ اس روز حضور اکرم ﷺ نے غسل صحت فرمایا تھا اس کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ انہیں دنوں میں سرکار دوعالم ﷺ کا مرض مبارک شدت پر تھا۔ اعلیحضرت امام اہل سنت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

''آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں، نہ اس دن صحت یابی حضور ﷺ کا کوئی ثبوت بلکہ مرض اقدس جس میں وفات مبارک ہوئی اس کی ابتدا اسی دن سے بتائی جاتی ہے اور ایک حدیث مرفوع میں آیا ہے: ((آخر أربعاء من الشهر يوم نحس مستمر)) اور مروی ہوا ابتدائی ابتلائے سیدنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والتسلیم اسی دن تھی اور اسے نحس سمجھ کر مٹی کے برتن توڑ دینا گناہ واضاعت مال ہے، بہر حال یہ سب باتیں بے اصل وبے معنی ہیں'' (احکام شریعت ج ۲ ص ۱۸۳)

حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں: ''ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے، لوگ اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں، سیر وتفریح وشکار کو جاتے ہیں، پوریاں پکتی ہیں اور نہاتے دھوتے خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے اس روز غسل صحت فرمایا تھا اور بیرون مدینہ طیبہ سیر کیلئے تشریف لے گئے تھے یہ سب باتیں بے اصل ہیں بلکہ ان دنوں میں حضور اکرم ﷺ کا مرض شدت کے ساتھ تھا۔ وہ باتیں خلافِ واقع ہیں'' (بہار شریعت ج ۱۶ متفرقات کا بیان) لہٰذا آخری بدھ نہیں منانا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا ماہ صفر المظفر منحوس ہے؟

(۲) ماہِ صفر کو منحوس جاننا اور اس ماہ میں شادی وغیرہ تقریبات سے احتراز کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملك العزيز الوهاب: ماہ صفر کو منحوس جاننا خلاف شرع ہے، حدیث شریف میں ہے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لا صفر'' یعنی صفر کوئی چیز نہیں (بخاری شریف کتاب الطب، باب لا ہامۃ)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں: ''ماہ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں، اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے اور بھی اس قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں، خصوصاً ماہ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت زیادہ نحس مانی جاتی ہیں اور ان کو تیرہ تیزی کہتے ہیں، یہ سب جہالت کی باتیں ہیں، حدیث میں فرمایا کہ صفر کوئی چیز نہیں یعنی لوگوں کا اسے منحوس سمجھنا غلط ہے'' (بہار شریعت ج ۱۶ باب متفرقات) لہٰذا ماہِ صفر میں شادی وغیرہ اور دیگر تقریبات کے کرنے میں شرعاً کوئی قباحت یا ممانعت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بدفالی و نیک فالی کا حکم

(۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ کچھ لوگ مختلف چیزوں کو منحوس سمجھتے ہیں مثلاً بلی راستہ کاٹ دے، اور کچھ لوگ چند امور سے فال نکال لیتے ہیں مثلاً صبح سویرے کسی نیک آدمی پر نظر پڑ جائے، شریعت اسلامیہ میں ان دونوں کی کیا حیثیت ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں؟

الجواب بعون الملك العزيز الوهاب: حقیقتاً نحوست کسی چیز میں نہیں ہوتی خیر و شر سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اللہ تعالیٰ ہی مؤثر حقیقی ہے، اس کے سوا عالم میں کوئی مؤثر نہیں، بعض لوگوں کا کسی چیز سے بدشگونی لینا جیسے بلی نے راستہ کاٹ دیا تو یہ بدشگونی لینا کہ سفر میں نقصان ہوگا یا کسی یک چشم یا بدصورت آدمی کو دیکھ لیا تو اس سے یہ بدشگونی لینا کہ اب کام نہ بنے گا یہ سب جہالت اور خلاف شرع ہے کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا ''لا عدویٰ ولا طیر''۔ ہاں نیک فال لینا حدیث شریف سے ثابت ہے، حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ''کان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم **يتفاءل ولا يتطير وكان يعجبه الاسم الحسن**'' (احمد و طبرانی) یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نیک فال لیتے بدشگونی نہ مانتے اور اچھے نام کو دوست رکھتے۔ جیسا کہ حدیبیہ کے مقام پر جب کفار مکہ سے صلح کی بات ہو رہی تھی تو اچانک سہیل بن عمرو آ گیا اس کو دیکھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک فالی کے طور پر فرمایا کہ سہیل آ گیا لو اب تمہارا معاملہ سہل ہو گیا؛ لہٰذا نیک شگون لینے میں حرج نہیں بدشگونی سے بچنا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

شرعاً فال نکالنا اور نکلوانا کیسا ہے؟

(۴) کیا مسلمان یا غیر مسلم سے فال نکلوانا درست ہے۔ لوگ مختلف طریقوں سے فال نکلواتے ہیں تاکہ معلوم کریں کہ فلاں کاروبار کیسا رہے گا، فلاں جائیداد خریدنے پر نقصان تو نہ ہوگا، فلاں رشتہ مناسب رہے گا یا نہیں؟ وغیرہ۔

الجواب بعون الملك العزيز الوهاب: غیر مسلموں سے فال نکلوانا ہاتھ دکھانا ہرگز جائز نہیں بلکہ مسلمان سے بھی فال نکلوانا معصیت سے خالی نہیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز سے سوال ہوا کہ جو شخص فال کھولتا ہو لوگوں سے کہتا ہو کہ تمہارا کام ہو جائے گا یا نہ ہوگا یا یہ کام تمہارے واسطے اچھا ہوگا یا برا ہوگا یا اس میں نفع ہوگا یا نقصان اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''اگر یہ احکام قطع و یقین کے ساتھ لگاتا ہو جب تو وہ مسلمان ہی نہیں، اس کی تصدیق کرنے والے کو صحیح حدیث میں فرمایا: ((قد كفر بما نزل على محمد صلی اللہ علیہ وسلم)) اس نے اس چیز کے ساتھ کفر کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی اور اگر یقین نہیں کرتا جب بھی عام طور پر جو فال دیکھنا رائج ہے معصیت سے خالی نہیں'' (فتاویٰ رضویہ ج ۹ جزء ثانی ص ۱۱۹) نیز دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں: ''نجومی و رمّال قابل امامت نہیں، یوں ہی

جھوٹے فالنامے والے، ہاں اگر جائز طور پر فال دیکھے اور نہ اس پر یقین کرے نہ یقین دلائے تو حرج نہیں'' (فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۲۶۶) لہٰذا کسی جائز طریقے پر کاروبار یا شادی بیاہ وغیرہ کیلئے فال نکالنا جائز ہے جبکہ اس پر یقین نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆☆☆

کسی اہم امر میں تردد کو دور کرنے کے لیے استخارہ کا طریقہ

(۵) استخارہ کی حقیقت کیا ہے؟ اور اس کا شرعی طریقہ کیا ہے؟ اور خود استخارہ کرنے کی بجائے دوسروں سے استخارہ کروانا کیسا ہے؟ اور کیا یہ درست ہے کہ رشتے یا کاروبار، جائیداد کے لیے استخارہ کرایا جائے تاکہ پہلے ہی معلوم ہو جائے کہ یہ مفید ہوگا یا نقصاندہ، اور اسی استخارہ کے مطابق عمل کیا جائے؟

الجواب بعون الملك العزيز الوهاب: کسی جائز کام کے کرنے یا نہ کرنے میں تردد ہو تو کسی ایک جانب کو دعائے ماثور یا علمائے کرام کے بتائے ہوئے طریقے کے ذریعہ ترجیح دینا استخارہ ہے، اور استخارہ کرنا سنت ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو تمام امور میں استخارہ کی تعلیم فرماتے جیسے قرآن کی سورت تعلیم فرماتے تھے۔ فرماتے ہیں جو کوئی کسی امر کا ارادہ کرے تو دو رکعت نفل پڑھے پھر کہے: ((اللهم إني استخيرك بعلمك واستقدرك بقدرتك واسئلك من فضلك العظيم فإنك تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغيوب اللهم إن كنت تعلم ان هذا الامر خير لي في ديني ومعاشي وعاقب امري او قال عاجل امري وآجله فاقدره لي ويسره لي ثم بارك لي فيه وإن كنت تعلم ان هذا الامر شر لي في ديني ومعاشي وعاقب امري او قال عاجل امري وآجله فاصرفه عني واصرفني عنه واقدر لي الخير حيث كان ثم رضني به)) اور اپنی حاجت کا ذکر کرے (صحیح البخاری، کتاب التہجد) مستحب یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قل یاایہا الکفرون اور دوسری میں قل ھواللہ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ سات بار استخارہ کرے کہ حدیث شریف میں ہے: رسول اکرم ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ((اے انس! جب تو کسی کام کا ارادہ کرے تو اپنے رب سے اس میں سات بار استخارہ کر پھر نظر کر تیرے دل میں کیا گزرا کہ بے شک اسی میں خیر ہے)) (کنز العمال کتاب الصلاۃ) مذکورہ بالا دعا کے علاوہ دیگر دعائیں بھی منقول ہیں ان کے ذریعہ بھی استخارہ کیا جاسکتا ہے۔ مذکورہ بالا دعا میں جو الفاظ منقول ہیں اس سے یہی ظاہر ہے کہ جس کی حاجت ہو وہی استخارہ کرے، دوسرا کوئی اگر استخارہ کرے تو استخارہ کے علما نے دوسرے طریقے ذکر کئے ہیں ان کے ذریعہ دوسرے کیلئے استخارہ کیا جاسکتا ہے۔ حج اور جہاد اور دیگر نیک کاموں میں نفس فعل کیلئے استخارہ نہیں ہوسکتا ان امور کے وقت متعین کرنے کیلئے استخارہ کرسکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆☆☆

کیا عورتوں کو بال ترشوانا جائز ہے؟

(۶) کیا عورتیں اپنے لمبے بال سے کچھ ترشواسکتی ہیں؟ اگر ہاں تو کس حد تک؟ اگر نہیں تو ان کے لیے احرام سے باہر آنے کے لیے بال ترشوانے کا حکم کیوں ہے؟

الجواب بعون الملك العزيز الوهاب: عورتوں کے بال اگر لمبے ہیں تو ان میں سے تھوڑا بال ترشوانے میں حرج

نہیں بلکہ احرام سے نکلنے کیلئے انگلی کے ایک پور کے برابر بال تراشنا ضروری ہے۔ ہاں بال اتنا ترشوانا کہ مردانی صورت ہوجائے تو یہ ناجائز و گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے: ''لعن اللہ المتشبہات من النساء بالرجال والمتشبہین من الرجال بالنساء'' اللہ کی لعنت ان عورتوں پر جو مردانی وضع بنائیں اور ان مردوں پر جو زنانی وضع بنائیں (بخاری، ابوداؤد، طبرانی) حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں ''عورت کو سر کے بال کٹوانے جیسا کہ اس زمانہ میں نصرانی عورتوں نے کٹوانے شروع کر دیئے ناجائز و گناہ ہے اور اس پر لعنت آئی ہے، شوہر نے ایسا کرنے کو کہا جب بھی یہی حکم ہے کہ عورت ایسا کرنے میں گنہگار ہوگی؛ کیوں کہ شریعت کی نافرمانی کرنے میں کسی کا کہنا نہیں مانا جائیگا '' (بحوالہ درمختار) پھر آگے فرماتے ہیں: ''سنا ہے کہ بعض مسلمان گھروں میں بھی عورتوں کے بال کٹوانے کی بلا آگئی ہے ایسی پر قینچ عورتیں دیکھنے میں لونڈا معلوم ہوتی ہیں'' (بہار شریعت ج ۱۶ حجامت کا بیان) لہٰذا عورتوں کو اتنا بال ترشوانا کہ مردانی صورت ہوجائے ناجائز و گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

مردوں کے زیب و زینت کرنے کا حکم

(۷) کیا مرد چہرے کی زینت کر سکتے ہیں، اگر چہرے پر مختلف قسم کے پاؤڈر کریم اور ہونٹوں پر لپ اسٹک لگائیں تو ایسا کرنا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب بعون الملك العزيز الوهاب: مردوں کو اس طرح زینت کرنا کہ زنانی صورت ہوجائے ناجائز و حرام ہے۔ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں: ''لعن الله المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال'' اللہ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کی وضع بنائیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی وضع بنائیں (امام احمد، بخاری، ترمذی، نسائی) ہاں اگر چہرے کی خشکی اور کھردرے پن کو دور کرنے کیلئے پاک کریم کا یا تھوڑی مقدار میں پاؤڈر کا استعمال کریں تو حرج نہیں۔ ہونٹوں پر لپ اسٹک لگانا یہ زنانی صورت بنانا ہے؛ لہٰذا مردوں کو اس کی اجازت نہیں بلکہ عورتیں بھی لپ اسٹک لگانے سے احتراز کریں کہ لپ اسٹک کے بارے میں مشہور ہے کہ اس میں خنزیر کی چربی کی آمیزش ہوتی ہے۔ ہاں اگر کسی چیز کے بارے میں یہ یقین ہے کہ اس میں کسی ناپاک چیز کی آمیزش نہیں ہے تو خواتین زینت کیلئے اسے لگا سکتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆☆☆

مرد کے انگوٹھی پہننے کی شرعی حیثیت

(۸) شریعت میں مرد کے لیے انگوٹھی کیسی جائز ہے؟ اور اس کا نگینہ انگلی میں کس طرف ہونا چاہیے؟

الجواب بعون الملك العزيز الوهاب: مردوں کو صرف چاندی کی ایک انگوٹھی کا پہننا جائز ہے جس کا وزن ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو اور اس میں صرف ایک ہی نگینہ ہو، مرد اپنی انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھے هكذا في الهداية كتاب الكراهية. اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں: ''مہر کیلئے چاندی کی انگوٹھی ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم کی جسے مہر کی ضرورت ہوتی ہو بے شبہ مسنون ہے اور سونے کی یا ایک مثقال سے زیادہ چاندی کی حرام اور پورے مثقال بھر میں روایتیں مختلف ہیں اور حدیث سے صحیح ممانعت تو اسی پر عمل چاہئے اور بے ضرورت مہر ایسی انگشتری پہننا مکروہ تنزیہی یعنی بہتر یہ کہ بچے اور اس صورت

میں ہے جبکہ اس کی ہیئت انگشتری زنانہ سے جدا ہو ورنہ محض ناجائز جیسے ایک سے زیادہ نگ ہونا کہ یہ صورت عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے"(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۴) چاندی کے سوا کسی اور دھات کی انگشتری مردوں کو جائز نہیں اور عورتوں کو بھی صرف سونے اور چاندی کے زیورات مباح ہیں، دوسری دھات کا کوئی بھی زیور عورتوں کو بھی جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆☆☆

اہل سنت و جماعت کو مسلک اعلیٰ حضرت کا نام دینا کیسا ہے؟

(۹) مسلک اعلیٰ حضرت کیا ہے؟ اور اہل سنت و جماعت کو مسلک اعلیٰ حضرت کا نام دینا کیسا ہے؟ اور دور حاضر میں اس کی کیا ضرورت ہے؟

الجواب بعون الملك العزيز الوهاب: : مسلک اعلی حضرت بعینہٖ مسلک اہل سنت ہے یہ کوئی نیا مسلک نہیں اور نہ ہی اعلی حضرت کے گھر کی پیداوار ہے بلکہ اس زمانہ میں مسلک حق مذہب اہل سنت کو امتیاز و پہچان کے لیے مسلک اعلیحضرت کہتے ہیں؛ کیوں کہ اس لفظ سے تمام باطل مذہبوں سے مذہب حق کا امتیاز ہو جاتا ہے۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں ضرورت کے لحاظ سے پہلے بھی مذہب حق کو امتیاز و پہچان کیلئے الگ الگ الفاظ سے یاد کیا گیا ہے مثلاً جب معتزلہ ظاہر ہوئے تو اس وقت حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر اور حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے صحابی و تابعی بھی تھے سب لوگوں نے معتزلہ کے باطل عقائد کا رد کیا لیکن جب حضرت امام ابوالحسن اشعری علیہ الرحمۃ والرضوان اور ان کے اصحاب نے معتزلیوں کا زبردست طریقہ پر رد کیا ان کے خلاف کتابیں لکھیں تو اس وقت معتزلہ سے امتیاز کیلئے اہلسنت کو اشعری کہا گیا۔ اسی طرح اس دور میں جب بہت سے باطل فرقے پیدا ہو گئے اور انہوں نے اپنے باطل عقائد ونظریات مسلمانوں میں مسلک حق کا نام لے کر پھیلانا شروع کیا اور ان میں سے بعض باطل عقائد ونظریات کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان اور اہل سنت مشہور کرنے لگے تو ان سب فرقوں کا ردّ بلیغ علمائے حق علمائے اہل سنت نے بھرپور طریقے پر فرمایا خصوصاً اعلیحضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت سیدنا امام احمد رضا فاضل وریلوی قدس سرہ العزیز نے مسلمان کہلائے جانے والے تمام باطل فرقوں کا ردّ بلیغ بڑی سختی کے ساتھ اور بڑے ہی مدلل انداز میں فرمایا ان کے باطل عقائد کے خلاف بے شمار کتابیں تصنیف فرمائی، صحابہ کرام تابعین عظام ائمہ مجتہدین اولیائے کاملین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عقائد و نظریات کو عام فرمایا؛ لہٰذا لوگ مسلک حق مسلک اہلسنت کو تمام باطل فرقوں قادیانی، رافضی، دیوبندی، وہابی، اہل قرآن، اہلحدیث وغیرہم سے ممتاز و جدا کرنے کیلئے مسلک اعلیٰ حضرت کہنے لگے، اور یہ لفظ مسلک حق کے لیے خواص و عوام میں رائج ہو گیا؛ لہٰذا اس دور میں جب مسلک اعلیحضرت بولا جاتا ہے تو فوراً لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ وہ جعلی سنی نہیں ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات واختیارات، علم غیب و ختم نبوت، حاضر وناظر وغیرہ کا انکار کرتے ہیں بلکہ یہ وہ سنی صحیح العقیدہ ہیں جو ان تمام عقائد حقہ کے ماننے والے ہیں جو صحابہ کرام تابعین عظام اور آج تک اولیائے کرام اور علمائے اہل سنت سے ثابت وظاہر و باہر ہیں اور اس لفظ سے لوگوں میں مسلک حق کا امتیاز ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆☆☆

ڈاکٹر محمد امجد رضا امجدؔ: قاضی شریعت مرکزی ادارہ شرعیہ پٹنہ بہار

یادش بخیر! عہد رضا میں فکر رضا کا ایک بے باک ترجمان ''ماہنامہ تحفہ حنفیہ'' بھی ہوا کرتا تھا جو بہار کی راجدھانی پٹنہ سے نکلتا تھا۔ ۱۳۱۵ھ میں اسے خانقاہ معظم بہار شریف کے صاحب سجادہ جنابحضور شاہ امین احمد فردوسی علیہ الرحمہ کے مرید اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے خلیفہ ومجاز حضرت مولانا قاضی عبدالوحید فردوسی علیہ الرحمہ نے جاری کیا تھا۔ یہ رسالہ تقریبا ۲۱ سال یعنی ۱۳۱۵ھ سے قاضی صاحب کے انتقال پرملال ۱۳۲۶ھ کے کچھ بعد تک بڑے طمطراق اور مجاہدانہ کروفر کے ساتھ جاری وساری رہا۔ اس درمیان اس رسالہ نے دین وسنت کی جو آبیاری کی اور احقاق مذہب حق اور ابطال باطل میں جو کارہائے نمایاں انجام دئے اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔

ماہنامہ ''تحفہ حنفیہ'' فکر رضا کا پہلا اور بے باک ترجمان تھا جس نے اپنے متنوع موضوعات جیسے رد ندوہ، رد غیر مقلدین، رد قادیانیت، رد نیچریت، رد فرنگیت، رد شیعیت، اشاعت فتاویٰ، اشاعت کتب (قسط وار) نعت ومناقب، معاصر اخبارات پر ضروری تنقید، تبصرے، خطوط، اشتہار کتب، سوانح، ملی خبریں، مختلف اجلاس، اور مجلس اہل سنت کی روداد وغیرہ کے ذریعہ جماعت اہل سنت کو استحکام بخشا اور عقائد باطلہ کی تردید واصلاح مفاسد میں تاریخی کارنامے انجام دئے۔

تحفہ کے بانی جناب قاضی صاحب قبلہ ایک جواں سال عالم دین، قادر الکلام شاعر، تبلیغ سنت کے جذبہ سے سرشار مبلغ اور تردید عقائد باطلہ میں بے باک وکامیاب مجاہد تھے، وہ عظیم آباد کے روسا میں شمار ہوتے تھے مگر دل سالکوں والا پایا تھا، اس اللہ کے بندے نے دین متین کی خدمت کے لئے اپنے خزانوں کے منھ کھول دئے اور تنہا اپنے جذبہ وحوصلہ پر نہ صرف ماہنامہ ''تحفہ حنفیہ'' جاری کیا، بلکہ ''مدرسہ اہل سنت'' اور ''مطبع حنفیہ'' پٹنہ قائم فرما کر جماعت اہل سنت کے فروغ واستحکام میں سہ طرفہ تقویت پہنچائی۔ ان کے ایثار پسندانہ عمل ہی کا نتیجہ تھا کہ بہار میں جماعت اہل سنت نے ندویت وصلح کلیت کے طوفان بلاخیز کا کامیاب مقابلہ کیا اور بہار کے علما ومشائخ ندوہ کی زد میں آنے کے بجائے ان کے خلاف صف آرا ہوئے۔ قاضی صاحب نے صرف ۴۳ سال کے قریب عمر پائی مگر وہ کام کر گئے کہ جماعت اہل سنت ان کے احسانات کو کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔

سرکار اعلیٰ حضرت نے ان کی اس دینی حمیت، جوش ایمانی

اور جذبہ استیصال بدعات پر انہیں خوب نوازا، ان کے لئے ''ندوہ شکن، ندوی فگن'' جیسے القابات استعمال فرمائے، مدرسہ کے سالانہ اجلاس میں تشریف لے گئے اور ان کے مرض وصال میں دو روز پہلے پٹنہ پہنچ کر ان کی تیمارداری کی، انتقال کے بعد ان کی تجہیز و تکفین میں حصہ لیا اور اپنے ہاتھوں سے انہیں لحد میں اتارا، جنازہ کے ہمراہ چلتے ہوئے ان کی شان میں عربی اشعار کہے۔

قاضی صاحب واقعی خوش قسمت تھے کہ ان کی دولت ان کے لئے صدقہ جاریہ بن گئی، انہوں نےعلما و مشائخ اہل سنت کے دلوں میں جگہ پائی اور زمانہ کا مجدد فقیہہ عارف اور قطب الاقطاب ان کے جنازہ میں شریک ہی نہ ہوا بلکہ خود لحد میں اتر کر انہیں

اپنے ہاتھوں سے لحد میں اتارا اور چہرہ کھول کر لوگوں کو دکھاتے ہوئے فرمایا ''دیکھئے ایسے ہوتے ہیں اہل ایمان اور اللہ والوں کے چہرے۔''

ع آسماں ان کی لحد پہ شبنم افشانی کرے

حضرت قاضی صاحب کے مدرسہ، ان کے رسالہ اور ان کے مطبع سے اعلیٰ حضرت سرکار کا جو رشتہ ہے وہ اتنا آفاقی اور تاریخی نوعیت کا ہے کہ اسے چند صفحات میں سمیٹا ہی نہیں جا سکتا۔ ان کے مطبع سے اعلیٰ حضرت کی تقریباً ۳۳ کتابیں شائع ہوئیں، تحفہ حنفیہ میں ان کے فتاویٰ، قسط وار رسائل اور ان کی کتابوں کے اعلانات و اشتہارات شائع ہوئے، ان کی تحریکات کو تقویت یہیں سے فراہم ہوئی بلکہ بہار میں ان کی شخصیت ان کے کارنامے اور ان کے عزائم و منصوبے کو یہیں سے شہرت ملی۔ مدرسہ حنفیہ کے سالانہ اجلاس منعقدہ ۱۳۱۸ھ جس میں خانقاہ معظم بہار شریف کے صاحب سجادہ جناب حضور شاہ امین احمد امین احمد فردوسی، تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر بدایونی، حضرت محدث سورتی اور دیگر سینکڑوں نامور علما موجود تھے اعلیٰ حضرت قبلہ کو ''مجدد ماۃ حاضرۃ'' کہا گیا اور پھر ہر شمارہ میں کسی نہ کسی مضمون اعلان اشتہار وغیرہ میں ان کی مجددیت کا اعلان کیا جاتا رہا، قاضی صاحب کے اس عمل سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کو اعلیٰ حضرت قبلہ سے کتنی محبت تھی، وہ اعلیٰ حضرت کو کس نگاہ سے دیکھتے تھے اور تصانیف رضا کی اشاعت کے معاملہ میں وہ کتنے حساس اور کوشاں تھے۔

تحفہ حنفیہ علمی اعتبار سے بہت ہی معیاری رسالہ تھا۔ اس کے موضوعات میں تنوع اور زبان سہل و شستہ تھی، اسے ملک کے اکابر علماء و مشائخ کی سرپرستی اور ان کا قلمی تعاون حاصل تھا، مجدد عصر امام احمد رضا کی کتابیں، فتاویٰ اور نعتوں کی اشاعت کے علاوہ تاج الفحول حضرت مولانا عبد القادر بدایونی، صدر مجلس اہل سنت مولانا شاہ عبد الصمد سہسوانی، مولانا وصی احمد محدث سورتی، حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان، مفتی عمر الدین ہزاروی، ملک العلما مولانا ظفر الدین رضوی، مولانا شاہ سلامت اللہ، مولانا نذیر احمد، مولانا عبد الواحد رامپوری، مولانا یونس علوی وغیرہ کی کتابیں یا مضامین اکثر شامل ہوتے تھے جبکہ بہار کے قلم کاروں میں حضرت شاہ بدر الدین پھلواروی، شاہ اکبر دانا پوری، شاہ محسن دانا پوری، مولانا عبد الرحمٰن محبیٰ، مولانا قاضی عبد الوحید فردوسی وغیرہ کی کتابیں اور مضامین بھی تسلسل سے شائع ہوتی تھے۔

تحفہ حنفیہ میں امام احمد رضا کا ذکر کئی جہتوں سے ہے اور بار بار بلکہ ہر شمارہ میں ہے کبھی فتاویٰ، رسائل اور نعتوں کی اشاعت کے سلسلہ میں، کبھی مجلس اہل سنت بریلی پٹنہ امرتسر اور بنارس کے سلسلہ میں، کبھی مسئلہ اذان ثانی اور صلح کلیت کی تردید

واصلاح کے تناظر میں یعنی:

ہر چند ہو مشاہدہ حق کی گفتگو
بنتی نہیں ہے ساغر و مینا کہے بغیر

کی طرح ہر شمارہ میں کسی نہ کسی حوالہ سے ان کا ذکر ضرور ملتا ہے، اس سے صاف واضح ہے کہ اعلیٰ حضرت کی شخصیت اس دور میں ہی سنیت کی حجت اور دین حق کی علامت کے طور پر تسلیم کی جا چکی تھی۔

تحفہ حنفیہ اور ذکر امام احمد رضا بڑا وسیع اور پھیلا ہوا عنوان ہے اسے چند صفحات میں سمیٹا نہیں جا سکتا انشا اللہ اس حوالہ سے ایک مستقل کتاب جلد ہی پیش کی جائے گی۔ یہاں تمہید کے طور پر صرف ایک نظم کا تذکرہ ملاحظہ کریں اس سے اندازہ ہوگا کہ عہد امام احمد رضا میں ان کی عظمت کا کس کس انداز میں اظہار ہوتا رہا ہے۔ مولانا ضیاالدین ہمدم پیلی بھیتی تحفہ حنفیہ کے مدیر تھے، صاحب علم اور قادر الکلام شاعر تھے تحفہ میں ان کی بھی کئی منظوم کتابیں شائع ہوئیں ان میں ایک نظم ''منظم ہدیہ تحسیں'' بھی ہے جو ۱۳۲۲ھ میں شائع ہوئی، اس نظم سے جہاں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی عظمت کا اظہار ہو رہا ہے وہیں شاعر کی علمی عظمت اور شاعرانہ قدرت کا بھی احساس ہوتا ہے، تمہید کے اشعار میں انہوں کس طرح اعلیٰ حضرت کی عظمت بیان کی ہے ملاحظہ کریں:

میرا احمد رضا ہے سب میں یکتا
مفرد ہے وہ احمد کی رضا کا
محدد ہے جہات ارتقا کا
محدد ہے گروہ اشقیا کا
مسدد ہے طریق اہتدا کا
مشدد ہے سبیل اقتدا کا
مجدد ہے وہ اس چودہ صدی کا
موید ہے وہ شرع احمدی کا
مفرج اہل سنت ہے بلا کا
مخرج ہے فنون اصطفا کا
مروج سنت خیر الوریٰ کا
معوج پشتہائے اغویا کا
مقلد ہے وہ نعمان صفی کا
وہ شیدائی ہے ''فرزند نبی'' کا

ذیل کے اشعار میں اعلیٰ حضرت کو کن کن القابات سے یاد کیا ہے ملاحظہ کریں

وہ ہے سلطان رد اہل بدعت
وہ ہے تاج سران اہل سنت
وہ ہے سحبان اقلیم معانی
تصدق جس پہ ہے جادو بیانی
وہ ہے مہر سپر حسن تحقیق
وہ ہے بدر منیر برج تدقیق
ہے علم نقلی و عقلی پہ حاوی
نہیں ہے ہند میں اس کا مساوی
قلم میں زور ہے اس کے بلا کا
نمونہ قوت شیر خدا کا
شفا پاتے مریضان جہاں ہیں
عیاں اس سیاشارات نہاں ہیں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے فتاویٰ رضویہ کیخطبہ میں فقہی کتابوں کے نام اس طرح استعمال کیئے کہ وہ اسماخطبہ کا معنوی حصہ بن کر حمد نعت منقبت سلام سبھی بن گئے مولانا ضیا الدین ہمدم نے بھی اس نظم میں اعلیٰ حضرت کی زبان بیان قلم

تصنیف تالیف کا ذکر ان کتابوں کے حوالوں سے اس طرح کیا ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت کی علمی عظمت کا حصہ بن گئے ہیں ؎

مسائل کا بیاں ہے در مختار
ضلالت کا ہے بطلاں ردمحتار
ہراک تصنیف ہے اس کی ہدایہ
ہراک تالیف ہے اس کی کفایہ
وہ ہے بحر محیط علم وہر فن
زباں غیرت دہ صد برگ سوسن
بیاں ہے اس کا یا کنز دقائق
مطالب ہیں کہ رشک بحر رائق
ہراک تقریر ہے مطلب کو وافی
جو مضموں لکھ دیا بس ہے وہ کافی
وہ مفتاح علوم شرع و دیں ہے
وہ مصباح ظلام اہل کیں ہے
بیاں اس کا ہے ایضاح معانی
تصدق جس پہ ہے گوہر فشانی
عرب اس کی بلاغت کا ثنا خواں
عجم اس کی فصاحت پر ہے قرباں
بیاں مختصر الفاظ مجمل
مطول معنیٰ و مطلب مفصل
عجب تنقیح میں اس کی ہے توضیح
عجب تصریح میں اس کی ہے تلویح
ہراک توضیح میں ہیں وہ زیادات
کہ جس سے فیض کے ظاہر کرامات
اگر تفسیر میں اس کا بیاں ہے
کمال اتقان کا اس سے عیاں ہے
غوامض میں ہے اس کا ذہن کشّاف
رموز اسرار اس کے حل کے وصاف
سوال اہل بدعت میں جلالین
جواب اہل باطل میں کمالین
ہیں جتنے اہل باطل کے مواقف
وہ ان کے سب مقاصد سے ہے واقف
معالم اس کے افزوں ہیں بیاں سے
مدارک اس کے بیروں ہیں نشاں سے
غرض ہر علم میں ہے بحر مواج
تمام اطراف میں ہیں جس کے امواج
احادیث اس کے وہ حصن حصیں ہیں
مشارق نور کے جس میں مکیں ہیں
ہے سینہ اس کا مشکوٰۃ مصابیح
دل روشن کے ہاتھوں میں مفاتیح
مدام اس کی رکھے حق خیر جاری
کہ ہے اسلام کا ابر بہاری

ذیل کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ ”گونج گونج اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستاں“ کی دھوم صرف آج نہیں ان کے زمانہ سے ہے یہ اعتراف عامی کی نہیں ایک جید عالم کی ہے اشعار ملاحظہ کریں ؎

جدھر دیکھو ادھر ہے جلوہ فرما
یہی نور افگن اقلیم برہما
ہوا اس رنگ سے رنگون رنگیں
خجالت بخش نقش کشور چیں
ہمیں گوید دریغا اہل ادراک

چہ نسبت خاک را با عالم پاک
برائے پر تگیز امن وامان است
بہ جسم مخلص دیں ہمچو جان است
تمامی اہل ''افریقہ'' ہیں منصور
ہر اک ''آسام'' والا اس کا مشکور
خصوصا وہ گرامی خطہ پاک
جہاں پیدا ہوئے ہیں شاہ لولاک
وہاں کے علم والے اے برادر
بناتے ہیں اسے آنکھوں کا اختر
غرض ہر ملک اس سے بہرہ ور ہے ہر اک
اقلیم میں یہ نامور ہے

اس طویل نظم کا یہ حصہ بھی ملاحظہ کیجئے جس میں یہ اظہار ہے کہ امام احمد رضا کیعلم وفضل کی خوشبو سارے عالم میں پھیلی اوراس سے ایک جہان علم فیضیاب ومعطر ہوا،مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ جہاں نعمت ہوتی ہے وہاں حسد بھی بال وپر پسارہی لیتا ہے اعلیٰ حضرت کی اس علمی برتری کے باوجود ان کے حاسدین کی بھی کمی نہیں تھی، بہرحال مولانا ضیاالدین ہمدم کے اشعار اس حوالہ سے ملاحظہ کریں فرماتے ہیں

بریلی کے گلستاں کی ہے خوشبو
مہکتی ہے تمام عالم میں ہر سو
اسی گلشن سے نکلا وہ گل تر
کیا جس نے جہاں سارا معطر
اسی گلشن سے ہے وہ گل خراماں
بھرے ہیں دوستوں کیجس نے داماں
خدا کا فضل ہے اس باغباں پر
عنایت جس کی ہے سارے جہاں پر

وحید عصر ہمعصروں کا محسود
محامد کی زبان و دل کا محمود

''ہمعصروں کا محسود'' محض شاعری نہیں اظہار حقیقت ہے امام احمد رضا نے بھی ایک منقبت میں اپنے حاسدین کا ذکر کیا ہے مگر یہ ذکر بھی شکر حق کے ساتھ ہے جس میں حاسدین کے لئے دعا بھی ہے فرماتے ہیں:

عدو بد دین مذہب والے حاسد
تو ہی تنہا کا زور دل ہے یا غوث
حسد سے ان کے سینے پاک کردے
کہ بدتر دق سے بھی یہ سل ہے یا غوث
غذائے دق یہی خوں استخواں گوشت
یہ آتش دین کی آکل ہے یا غوث
دیا مجھ کو انہیں محروم چھوڑا
مرا کیا جرم حق فاصل ہے یا غوث
خدا سے لیں لڑائی وہ ہے معطی
نبی قاسم ہے تو موصل ہے یا غوث

آج بھی ان کے ناقدین وحاسدین سرابھارے ہوئے ہیں بلکہ مختلف طرح کی عصبیت کے شکار ہیں،بعض نام نہاد صوفی اور نشہ دولت کے شکار بعض نو فارغ افراد منھ زور اور منھ مارنے کے آزار میں مبتلا ہیں یہ آزار دراصل ان کے اندر کے ''زیغ وغضب'' کا آئینہ اوراپنی بے علمی وبے بضاعتی کا اظہار ہے ورنہ عالم عارف فقیہہ شیخ حرم وفضلائے عجم جس ذات کی محبت کو اہل ایمان واہل سنت ہونے کی علامت قرار دیں ان سے قلبی آزار اور کیا معنیٰ؟ اللہ تعالیٰ محبین کی ان کی محبت کا صلہ اور حاسدین کو رجوع الی الحق کی توفیق عطا فرمائے آمین

مصالحت برائے اختلافات اکسیر اعظم

از ہارا حمد امجدی ازہری غفرلہ بستی، فاضل جامعہ ازہر مصر

یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ ایک انسان کی جس طرح پانچوں انگلیاں برابر نہیں بالکل اسی طرح انسانوں کی فکر، سوچ اور مزاج ایک جیسے نہیں، قدرتی طور پر ان چیزوں میں ان کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے؛ لہذا ان کے درمیان کبھی عالمی تو کبھی ملکی، کبھی صوبائی تو کبھی خانقاہی، کبھی مدرسہ تو کبھی گاؤں، کبھی خاندانی اور کبھی گھریلو وغیرہ معاملات میں اختلافات ناگزیر ہیں، اختلاف کی صورت میں عموما آج کا انسان نفسیاتی دباؤ میں آکر شریعت اسلامیہ کے قوانین کی پیروی کرنے کے بجائے خواہش وہوی کی اتباع کرنے لگتا ہے، اب چاہے یہ اختلافات عالمی، ملکی اور صوبائی، یا خانقاہی، مدرسہ، گاؤں، خاندانی اور گھریلو لحاظ سے ہو، نتیجہ سامنے ہوتا ہے، اختلافات کو مزید ہوا ملتی ہے، دوریاں بڑھتی جاتی ہیں، بلکہ قتل وغارت گری، سب وشتم، اتہام بازی، حقوق العباد کا خون اور بہت ساری حرام کاری کا بازار اس طرح سے گرم ہونے لگتا ہے جس کے ختم ہونے کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی! نفس امارہ کی اتباع کا انجام تو یہی ہونا ہے؛ کیوں کہ نفس تو برائی کا ہی حکم دیتا ہے، اس کے برعکس جب اختلافات کے حل کی کوئی صورت نظر نہ آئے اور نفس وخواہش کی اتباع کرنے کے بجائے اگر شریعت اسلامیہ کی اتباع کی جائے اور اللہ جل شانہ کے دئے گئے حکم مصالحت کو اختیار کیا جائے؛ تو یہ حکم شرعی مسلمانوں کے حل اختلافات کے لیے اکسیر اعظم بن آکر سامنے آئے گا، اگر مسلمانوں نے حل اختلافات کے لیے اسے اختیار کر لیا؛ تو سعی محمود کے بعد ہر اختلافات ان شاء اللہ باآسانی یا تھوڑی سی جدوجہد کے بعد ختم ہو جائیں، قتل وغارت گری نہ ہو، سب وشتم اور اتہام بازی کا بازار گرم ہونے سے بچ جائے اور حقوق العباد کی پامالی کا دروازہ بند ہو جائے، دوریاں قربت میں بدلنے لگیں اور دوسری بہت ساری برائیاں ختم ہو جائیں، آج میں اپنی اس بزم میں قرآن وحدیث کی روشنی میں اس اکسیر اعظم یعنی مصالحت کی وضاحت کرنے کی کوشش کرونگا؛ تاکہ بنظر عبرت پڑھ کر عمل کرنے کی کوشش کی جا سکے اور زیادہ سے زیادہ اختلافات کو ختم کر کے درگور کیا جا سکے، میں اپنے اس مضمون کو دو قسطوں میں تقسیم کرتا ہوں، پہلی قسط میں ان شاء اللہ صلح ومصالحت کی خوبی وغیرہ اور دوسری قسط میں صلح کے احکام وغیرہ بیان کروں گا، وما توفیقی إلا باللہ علیہ توکلت وإلیہ أنیب۔

صلح انسان کو ایک نئی زندگی دیتا ہے، صلح ہی انسان کے لیے بہتر اور یہی اختلاف کا صحیح علاج ہے، اللہ تعالی نے دو فریق میاں وبیوی کو صلح کی دعوت دی اور یہ بھی بتایا کہ صلح بہترین امر ہے، اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے: {وان امراۃ خافت من

بعلها نشوزا او اعراضا فلا جناح عليهما ان يصلحا بينهما صلحا و الصلح خير﴾ (النسا: ۴، آیت: ۱۲۸) ترجمہ: ((اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ کرے تو ان پر گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کرلیں اور صلح خوب ہے))(کنز الایمان)

صلح ومصالحت محمود پسندیدہ امر ہے، اس کی ضرورت اسی وقت پڑتی ہے جب دو گروہ میں اختلاف پیدا ہو جائے، مگر یاد رہے اختلاف پیدا ہونے کی صورت میں عوام وخواص سے دو طرح کے لوگ سامنے آتے ہیں، ایک تو وہ لوگ ہیں جن کی نیت میں کھوٹ ہوتا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو اختلاف کو بڑھاوا دینا چاہتے ہیں، غالبا ان کا مقصد دنیاوی جاہ وحشمت حاصل کرنا ہوتا ہے! دوسرے وہ نیک لوگ ہیں جو صلح ومصالحت کی بات کرتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کی رغبت دلانے کی کوشش کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے دل میں درد ہوتا ہے، یہی وہ ہیں جو صحیح معنوں میں امت مسلمہ کی بھلائی چاہتے ہیں، اب رہی بات یہ کہ ہم دونوں گروہ کو کیسے پہچانیں گے اور ان کے درمیان امتیاز کیسے کریں گے؟! اس کے حل کے لیے رب تعالی کے حضور حاضر ہوتے ہیں، اللہ تعالی اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

﴿لا خير في كثير من نجويهم الا من امر بصدقة او معروف او اصلاح بين الناس﴾ (النسا: ۴، آیت: ۱۱۴) ترجمہ: ((ان کے اکثر مشوروں میں کچھ بھلائی نہیں مگر جو حکم دے خیرات یا اچھی بات یا لوگوں میں صلح کرنے کا))(کنز الایمان)

یہ آیت کریمہ جہاں یہ بیان کرتی ہے کہ صلح بہترین چیز ہے وہیں یہ ہمارے لیے فتنہ پرور اور صلح ومصالحت اور خیر چاہنے والوں کے درمیان خط فاصل کھینچنے والی بھی ہے، اسی فرمان عالی شان کو سامنے رکھ کر ہمیں ایسے ماحول میں فتنہ پروروں سے دور اور خیر خواہی کی طرف اقدام کرانے والوں سے قریب رہنا ضروری ہے۔ اللہ تعالی کے فرمان کے مطابق صلح ومصالحت چاہنے والا ہی خیر خواہ ہے؛ لہذا اختلاف کو رفع دفع کرنے کے لیے کسی ایسے حکم وفیصل کی تلاش کی جائے جو صلح ومصالحت چاہنے اور حق گو ہونے کے ساتھ حکم بننے کی صلاحیت رکھتا ہو، اور دونوں گروہ اس سے راضی ہوں، یا دونوں گروہ کے لوگ اپنے اعتبار سے الگ الگ ایسے حکم کا انتخاب کریں جو حکم وفیصل بننے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور صلح ومصالحت کی خوان کے اندر پائی جاتی ہو اور وہ اس امر مہم کے لیے کوشش کرنا چاہتے ہوں، اگر ایسے لوگ صلح ومصالحت کے لیے بیٹھیں اور نفس کی رضا کے بجائے اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے لیے معاملہ حل کرنا چاہیں؛ تو اللہ تعالی ضرور ان دونوں گروہوں کے درمیان الفت ومحبت پیدا کر کے دل کی کدورت دور فرما دے گا، اللہ تعالی میاں وبیوی کے درمیان اختلاف کو ختم کرنے کے طریقہ کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

{و ان خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكما من اهله و حكما من اهلها ان يريدا اصلاحا يوفق الله بينهما ان الله كان عليما خبيرا} (النسا: ۴، آیت: ۳۵)

ترجمہ: ((اور اگر تم کو میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے))(کنز الایمان)

اس آیت سے یہ واضح ہو گیا کہ حکم وفیصل وہی شخص ہونا

چاہیئے جو صلح و مصالحت چاہتا ہو، اگر اس کے برعکس ہو یعنی اس کے اندر صلح و مصالحت کی خو نہیں پائی جاتی، یا حق کو نہیں یا چہرا دیکھ کر بات کرتا ہے، یا چاپلوسی کا نظریہ رکھتا ہے؛ تو معاملہ سلجھنے کے بجائے اور الجھ جائے گا، اختلاف کی ہوا مزید تیز ہو جائے گی؛ لہٰذا حکم بنانے میں ان باتوں کا لحاظ ضروری ہے۔

صلح کے متعلق یہ چند آیتیں اختلاف کرنے والوں کے لیے قابل عبرت ہیں، ان کے علاوہ بھی دوسری آتیں ہیں جو صلح و مصالحت کی طرف رغبت دلاتی ہیں، مگر یہاں اس مختصر مضمون میں ان کا ذکر کرنا طوالت کا باعث بنے گا جو مناسب نہیں، قارئین کرام صلح کے متعلق بعض احادیث بھی ملاحظہ فرمالیں:

(۱) ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

(وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے کہ اچھی بات پہونچاتا ہے یا اچھی بات کہتا ہے) (صحیح البخاری)

حقیقت میں جھوٹ بولنا ناجائز وحرام اور بہت بڑا گناہ ہے، اس کے مرتکب کا ٹھکانہ جہنم ہے مگر اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسلمانوں کے درمیان صلح و مصالحت اس قدر محبوب و مرغوب ہے کہ اگر کوئی شخص دو لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے جھوٹ بھی بولے؛ تو اسے جھوٹا قرار نہیں دیا جائے گا! مثال کے طور پر دو فریقوں کے درمیان صلح کرانے کی غرض سے دونوں سے کوئی تیسرا شخص کہے: فلاں شخص نے آپ کو سلام کہا ہے، وہ آپ سے محبت کرتا ہے، اگر چہ فلاں نے کچھ بھی نہ کہا ہو!!

یہ ہے فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر دور حاضر میں خواص وعوام میں سے کچھ لوگ مثلا بیوی، قریبی رشتہ دار اور دوست وغیرہ صلح و مصالحت کے بجائے کان بھر کر ایک کو دوسرے کے خلاف بھڑکانے کی بھر پور کوشش کرتے ہیں، ایسے لوگ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عبرت حاصل کریں اور فتنہ وفساد پھیلانے کے بجائے صلح و مصالحت کی تگ و دو کریں تاکہ اہل سنت و جماعت کے لوگ الجھنوں سے دور رہ کر چین وسکون کی زندگی گزار سکیں، نیز جو لوگ ایسا کرتے ہیں اور اپنی عادت قبیحہ سے باز نہیں آتے مقتدی حضرات کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسے افراد سے دور ہو جائیں۔

(۲) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

(میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ تعالی اس کی وجہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرادے گا) (صحیح البخاری)

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد سیادت وریادت کے سب سے زیادہ حقدار آپ کے صاحبزادے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تھے، مگر مسلمانوں کے خون کی حفاظت کے پیش نظر آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مصالحت کرلی اور حکومت انہیں کے حوالے کردیا، اس طرح سے مسلمانوں کا خون بہنے سے بچ گیا، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اس لیے صلح نہیں فرمائی کہ آپ کے ہمراہ لوگ کم تھے یا آپ کمزور تھے؛ کیوں کہ اختلاف کے درمیان آپ کے ہاتھ پر چالیس ہزار کی بڑی تعداد میں لوگ جان قربان کردینے پر بیعت ہوئے تھے، اگر آپ لڑنا ہی چاہتے؛ تو اتنی بڑی تعداد کی مصاحبت میں ضرور لڑ سکتے تھے مگر آپ کو صرف نفس کی اتباع کرتے ہوئے سیادت منظور نہیں تھی بلکہ آپ کے نانا جان کی امت مسلمہ کا خون نہ بہے یہ مطمح نظر تھا، چنانچہ آپ نے عظیم قربانی دے کر ان کی حفاظت کرلی، اور غیب بتانے والے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی خبر صادق بطور معجزہ سالوں بعد سامنے آگئی اور دو عظیم گروہ کے درمیان صلح ومصالحت ہوگئی، اے امام حسن! تیری جرأت کو سلام، اے امام حسن! تیری دریا دلی کو سلام، اے امام حسن! تیری دوررس نظر کو سلام۔

اس حدیث سے پتہ چلا کہ سردار صرف وہی نہیں ہوتا جو لوگوں کا ظاہری امیر ہو بلکہ سردار وہ بھی ہوتا ہے بلکہ حقیقت میں سردار وہی ہوتا ہے جو مسلمانوں کے درمیان صلح ومصالحت کرا کے ان کی عزت وآبرو کو محفوظ کردے، اور خوں ریزی سے باز رکھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے نواسے کی اس صلح کی وجہ سے تعریف کرنے سے معلوم ہوا کہ آپ کو بھی یہ صلح پسند تھی اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کر کے جو قربانی دی ان کی پسندیدگی کا تو کوئی جواب نہیں، اگر امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسلام کی حفاظت کے لیے اپنی جان کی قربانی دی؛ تو ان کے بڑے برادر امام حسن رضی اللہ عنہ نے اسلام ومسلمان کے لیے اپنے نفس کے خلاف جنگ کیا اور سب سے بڑا جہاد کر کے فتح حاصل کی، آج ہم حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اور سادات کرام سے محبت کا دعوی کرتے ہیں، بیان میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے، مگر ہماری عملی زندگی میں اس محبت کا کوئی اثر نظر نہیں آتا؛ کیوں کہ ہماری زبان میں خلوص نہیں، رضائے الٰہی مطلوب نہیں، بلکہ دنیا طلبی، جاہ وحشمت کی جستجو! اثر کہاں سے نظر آئے گا، صلح ومصالحت کی تو بات دور صلح ومصالحت کی بو کہاں سے نظر آئے گی، ہمیں کچھ کرنا ہے؛ تو عقیدے کی حفاظت کے ساتھ اپنی عملی زندگی سنوارنی ہوگی اور حقیقت میں سادات کرام کی زندگی کو عملی نمونہ بنا کر صلح ومصالحت کے ساتھ زندگی گزارنی ہوگی ورنہ انجام اچھا نہیں ہوگا!

(۳) ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازہ پر جھگڑا کرنے والوں کی آواز سنی ان میں ایک دوسرے سے کچھ معاف کرانا چاہتا تھا اور اس سے آسانی کرنے کی خواہش کرتا تھا اور دوسرا کہتا تھا: خدا کی قسم ایسا نہیں کروں گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، فرمایا:

(کہاں ہے وہ جو اللہ کی قسم کھاتا ہے کہ نیک کام نہیں کرے گا) اس نے عرض کیا: حاضر ہوں یا رسول اللہ، وہ جو چاہے مجھے منظور ہے (صحیح البخاری)

اس طرح سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب حق کو بھلائی کی رغبت دلا کر دونوں کے درمیان صلح کرادی، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کی طرح صلح کے بعد دونوں فریقوں میں سے کسی سے یہ نہیں کہا کہ میں نے ایسا کر کے تم پر ظلم کیا، تم پر زیادتی کی؛ کیوں کہ یہ ظلم نہیں بلکہ ایک مسلم کا ایک مسلم کے ساتھ بھلائی کرنے کی ترغیب دلانا ہے اور نیکی کی طرف توجہ مبذول کرانا ہے، جو ظلم نہیں بلکہ بھائی چارگی اور ثواب کا کام ہے، بر سبیل تسلیم اگر صلح میں دونوں فریق میں سے کسی کے ساتھ کچھ کمی یا زیادتی ہوتی ہے؛ تو دونوں خود اس کے مسؤل ہیں، صلح کے بعد کسی فریق کے تعلق سے ظلم کا اظہار کرنا جانے انجانے میں اختلاف کو مزید ہوا دینا اور بڑھانا ہے جو حکم شرعی مصالحت اور دور اندیشی کے خلاف ہے؛ کیوں کہ ایسی صورت میں مصالحت کا مقصود ہی فوت ہو جائے گا بلکہ مفقود ہونے کی نظیر لوگوں کے سامنے ہے، اگر آج بھی ہم سنت نبوی کو اپنائیں اور جانے انجانے میں الٹی سیدھی رہنمائی نہ کریں؛ تو ہمارے بہت سارے مسائل با آسانی حل ہو جائیں اور کوئی انتشار واختلاف نہ ہو، اللہ تعالی ہمیں توفیق سے نوازے، آمین۔

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(مسلمانوں کے مابین ہر صلح جائز ہے مگر وہ صلح جو حلال کو حرام کردے یا حرام کو حلال کردے) (سنن أبي داؤد)

صلح ومصالحت محمود ومرغوب ہے مگر ایسی صلح نہیں ہونی چاہئے

جس میں حلال کو حرام کر دیا جائے جیسے بیوی کی سوتن سے جماع یا مسائل شرعیہ کی تحقیق نہ کرنے پر صلح، اور حرام کو حلال کر دیا جائے جیسے شراب وخنزیر یا فرقہ باطلہ کارد نہ کرنے پر صلح؛ کیوں یہ صلح نہیں بلکہ شریعت اسلامیہ پر زیادتی ہے جو کسی صورت میں قابل قبول وعمل نہیں، صلح ومصالحت کے متعلق اس کے علاوہ دیگر احادیث بھی ہیں مگر طوالت کے خوف سے پہلو تہی کرتا ہوں۔

آج بھی بعض افراد ایسے ہیں جو صلح ومصالحت چاہتے ہیں لیکن اکثر افراد صلح ومصالحت سے جو ہر اختلاف کو حل کر کے مسلمانوں کو ایک نئی زندگی دیتا ہے ایسے بھاگتے ہیں جیسے شیر سے بھاگتے ہوں بلکہ اس سے بھی زیادہ دوری اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں! سبب بظاہر یہی سمجھ میں آتا ہے کہ انہیں نفس کی خواہش ایسا نہیں کرنے دیتی یا حاشیہ نشیں اور کاسہ لیس انہیں اکسیر اعظم جیسی عظیم نعمت سے باز رکھتے ہیں!

بعض حضرات جو صلح ومصالحت کرتے ہیں ان میں سے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو صلح تو کر لیتے ہیں مگر اس پر عمل کرنے کی ہمت نہیں جٹا پاتے، یا جٹانے کے قریب تو ہو جاتے ہیں مگر نفس امارہ کا دخل ہوتا ہے اور وہ اس سے بہت دور ہو جاتے ہیں یا انہیں کاسہ لیس افراد عملی اقدام کرنے سے بہت دور کر دیتے ہیں، اب لوگ ایسی صورت نزاعی مسئلہ میں کس کے ساتھ رہیں، کس کی بات مانیں؛ تو آیئے اس کے حل کے لیے قرآن پاک کی بارگاہ عالی میں زانوادب تہ کرتے ہیں، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

{وان طائفتان من المؤمنين اقتتلوا فاصلحوا بينهما فان بغت احدٰهما على الاخرى فقاتلوا التى تبغى حتى تفيء الىٰ امر الله فان فآءت فاصلحوا بينهما بالعدل واقسطوا ان الله يحب المقسطين انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم واتقوا الله لعلكم ترحمون} (الحجرٰت:۴۹، آیت:۹،۱۰)

ترجمہ: (اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کراؤ پھر اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان میں اصلاح کر دو اور عدل کرو بے شک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں مسلمان مسلمان بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرو اور اللہ سے ڈرو کہ تم پر رحمت ہو)) (کنز الایمان)

اس آیت سے پتہ چلا کہ لوگ نزاعی مسئلہ میں اسی کی بات مانیں اسی کے ساتھ رہیں جو صلح پر عمل کرنے کا قائل ہے، البتہ جس نے صلح کو پس پشت ڈال دیا اور اس پر عمل نہ کرنے کی ٹھان لی، یا صلح و مصالحت کا انکار کر دیا؛ تو لوگ اس نزاعی مسئلہ میں نہ تو ایسے شخص کی بات مانیں اور نہ ہی اس کا ساتھ دیں؛ کیوں کہ باغی وہی ہے جو صلح ومصالحت ہونے کے باوجود بھی اس پر عمل نہ کرے، اور باغی کا ساتھ دینا کسی بھی مسلم کے لیے روا نہیں، بلکہ اس نزاعی مسئلہ کو حل کرنے کے لیے اگر لڑنا ممکن ہو؛ تو اس انکار کرنے والے سے لڑیں؛ کوشش کے بعد اگر انکار کرنے والا فریق اپنی حرکت قبیحہ سے باز آجائے تو پھر دوبارہ عدل وانصاف کے ساتھ دونوں گروہ کے درمیان امین حکم وفیصل کے ذریعہ صلح کرادی جائے؛ کیوں کہ مسلمان مسلمان بھائی ہیں انہیں صلح ومصالحت کے ساتھ ہی زندگی گزارنی چاہئے، اللہ تعالی ہمیں توفیقات سے نوازے، آمین بجاہ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

فاضل جامعہ ازہر مصر، شعبہ حدیث، ایم اے
استاذ ومفتی: مرکز تربیت افتا، اوجھا گنج، بستی، یو، پی، انڈیا۔
Email:amjadiazhari@yhaoo.com
Mb:+919936691051

تعلیمی مسائل　قسط پنجم

انسانی فطرت پر اثر انداز عوامل

طارق انور مصباحی (کیرلا)

بہت سے امور انسان کی فکر وعمل اور اس کی فطرت پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ مؤثر عوامل میں سے دو امور یہاں زیر بحث ہیں۔ (۱) تعلیم وتربیت (۲) معاشرہ۔

تعلیم وتربیت

عاشق حبیب کبریا، مجدد ملت بیضا، امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری (۱۸۵۶ء-۱۹۲۱ء) سے وہابیوں کے پاس بچوں کو تعلیم دلوانے سے متعلق سوال ہوا تو آپ نے جواباً تحریر فرمایا: ''حرام، حرام، حرام اور جو ایسا کرے، بدخواہ اطفال ومبتلائے آثام۔ قال اللہ تعالیٰ {یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا} (سورہ تحریم -۶) (فتاویٰ رضویہ ج۹ جز ۱ ص ۲۰۷ - رضا اکیڈمی ممبئی)

امام اہل سنت نے دوسری جگہ تحریر فرمایا: ''استاد کا اثر نہایت عظیم اور بہت جلد ہوتا ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۶۹۲)

عبارات محررہ بالا سے بالکل عیاں ہو گیا کہ استاذ کے افکار وخیالات کا عکس طلبا کے ذہن ودماغ میں بہت جلد آجاتا ہے۔ اس لیے بدمذہب کے پاس بچوں کو تعلیم دلانے سے منع کیا گیا۔ اسی طرح غلط کتابیں بھی غلط اثرات پیدا کرتی ہیں، اس لیے غلط کتابوں سے بھی منع وارد ہوا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں توریت وانجیل میں تحریف ہو چکی تھی، اس لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کتابوں کے پڑھنے سے منع فرما دیا۔ حدیث مصطفوی اور شرح حدیث نبوی درج ذیل ہے۔

{عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ حِیْنَ اَتَاہُ عُمَرُ فَقَالَ: اِنَّا نَسْمَعُ اَحَادِیْثَ مِنْ یَھُوْدٍ تُعْجِبُنَا اَفَتَرٰی اَنْ نَکْتُبَ بَعْضَھَا فَقَالَ- اَمُتَھَوِّکُوْنَ اَنْتُمْ کَمَا تَھَوَّکَتِ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی - لَقَدْ جِئْتُکُمْ بِھَا بَیْضَاءَ نَقِیَّۃً وَلَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا مَا وَسِعَہٗ اِلَّا اِتِّبَاعِیْ - رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ}

(مشکوۃ المصابیح ص ۳۰)

ترجمہ: حضرت شہنشاہ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے جبکہ ان کے پاس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے عرض کی کہ ہم لوگ یہودیوں سے تعجب خیز باتیں سنتے ہیں۔ پس کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں اجازت عطا فرماتے ہیں کہ ہم ان میں سے بعض کو لکھ لیں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کیا تم لوگ حیرت میں مبتلا ہو جیسے یہود ونصاریٰ حیرت میں مبتلا ہو گئے؟ میں تمہارے پاس صاف ستھرا دین لے کر آیا ہوں اور اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو انہیں میرے اتباع کے علاوہ کی گنجائش نہیں ہوتی۔

ملا علی قاری حنفی (۹۳۱ھ-۱۰۱۴ھ) نے حدیث مذکورہ بالا کی تشریح میں لکھا {اَ مُتَهَوِّ كُوْنَ اَیْ مُتَحَيِّرُوْنَ فِیْ كِتَابِكُمْ وَفِیْ دِيْنِكُمْ حَتّٰى يَاْخُذُوْا الْعِلْمَ مِنْ غَيْرِ كِتَابِكُمْ وَنَبِيِّكُمْ كَمَا تَهَوَّكَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى اَیْ كَتَحَيُّرِهِمْ حَيْثُ نَبَذُوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَرَاءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاتَّبَعُوْا اَهْوَاءَ اَحْبَارِهِمْ وَرُهْبَانِهِمْ} (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح ج ۲ ص ۶۴)

ترجمہ: کیا تم لوگ اپنی کتاب قرآن مقدس اور اپنے دین کے بارے میں حیرت میں مبتلا ہو؟ یہاں تک کہ تم لوگ اپنی کتاب اور اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ سے علم حاصل کرنے لگے۔ جیسا کہ یہود ونصاریٰ حیرانی میں مبتلا ہوئے۔ یعنی جیسے ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب اپنی پیٹھ پیچھے چھوڑ دیا اور اپنے احبار ورہبان کی خواہشات کے پیروکار ہوئے۔

{عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَؤُوْنَ التَّوْرٰيةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ - فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ - لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا - اَلْاٰيَةَ - رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ}
(مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۸)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اہل کتاب توریت کو عبرانی زبان میں پڑھتے تھے اور اہل اسلام کیلئے عربی زبان میں اس کی تفسیر کرتے۔ پس حضرت سلطان دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو، اور نہ تکذیب کرو، اور کہو، ہم نے اللہ پر ایمان لایا اور اس پر ایمان لایا جو ہماری طرف نازل کیا گیا۔

توضیح: مذکورہ بالا احادیث مقدسہ سے معلوم ہوا کہ غیروں کے پاس علوم دینیہ حاصل نہیں کرنا چاہیے اور دنیاوی علم غیروں کے پاس حاصل کرنا گرچہ جائز ہے، لیکن غیر مسلم یا بدمذہب مدرس مذہبیات سے متعلق باتیں بتا سکتا ہے اور بچوں کو گمراہ کر سکتا ہے۔ نیز ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے۔ یہاں کی حکومتی تعلیم گاہوں میں مسلم وغیر مسلم ہر ایک کی تقرری ہو سکتی ہے۔ اب غیر مسلم معلم یا بدمذہب مدرس دانستہ یا نادانستہ طور پر، شعوری یا لاشعوری طور پر اسلام کے خلاف یا مسلک اہل سنت وجماعت کے خلاف افکار ونظریات طلبا کے سامنے پیش کر سکتا ہے۔ پس ضروری ہے کہ حکومتی تعلیم گاہوں میں سنی مسلم علمائے کرام داخل کیے جائیں تا کہ وہ بوقت ضرورت مسلم بچوں کی صالح رہنمائی کر سکیں، ورنہ رفتہ رفتہ ہمارا دائرہ سمٹتا چلا جائے گا۔ بلکہ یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور ہماری نگاہوں سے پوشیدہ بھی نہیں۔ ہاں، ہماری فکری قوت منجمد ہو چکی ہے۔

مستشرقین کی فکری یلغار

مستشرقین اور ان کی سازشوں سے متاثر افراد تعلیم گاہوں اور دیگر تمام مقامات پر موجود ہیں۔ جن کا مقصد ہی مذہب اسلام کی بیخ کنی ہے۔ تعلیم یافتہ یہود ونصاریٰ کا دو گروہ مستشرقین (Orientalists) اور مبشرین (missionaries) قریباً دو صدیوں پہلے سرگرم ہو چکے ہیں۔ لیکن علمائے اسلام جو حضرت حبیب محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان اقدس پر ''اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ'' کے عظیم لقب سے سرفراز ہوئے، وہ خاموش پڑے ہیں۔ مغربیت زدہ افکار وخیالات نے عالم اسلامی میں اپنا قدم جما لیا ہے۔ اس سازش کو توڑنے کے لیے ضروری ہے کہ معاشرہ کے تمام معزز طبقات میں علمائے دین وفضلائے اسلام کا بڑا حصہ شامل کر دیا جائے تا کہ وہ اپنے علم وعمل کی روشنی میں اسلام وسنیت کی صحیح ترجمانی کر سکیں۔ ''مَالَا يُدْرَكُ كُلُّهٗ لَا يُتْرَكُ كُلُّهٗ'' پر عمل کیا جائے اور تلافی مافات کے لیے کامل جد وجہد کیا جائے۔

اہل مغرب کی ریشہ دوانیاں ہرایک کے پیش نظر ہیں۔مسلمانوں کو دہشت گرد قوم اور اسلام کو دہشت گردی کا مذہب قرار دینے کی سرتوڑ کوششیں ہورہی ہیں۔اسی طرح اسلامی احکام مثلاً نقاب، وراثت وغیرہ کے مسائل بھی میڈیا میں زیر بحث آتے رہتے ہیں۔کیا ان موضوعات پر اسکول، کالج اور یونیورسٹیوں میں گفتگو اور بحث نہ ہوتی ہوگی؟ ضرور اس قسم کے مسائل، کلاس روم میں زیر بحث آتے ہیں۔اب ایسے مقامات پر اسلام کی صالح رہنمائی کہاں سے دستیاب ہوگی؟ غیر مسلم ٹیچر، لیکچرر، ریڈر اور پروفیسر اپنی معلومات کے مطابق کچھ باتیں بچوں کو بتائیں گے، وہ باتیں خلاف اسلام بھی ہوسکتی ہیں اور موافق اسلام بھی۔لیکن اگر ان تعلیم گاہوں میں علمائے اسلام موجود ہوں گے تو یقیناً صحیح رہنمائی ہوسکے گی۔

یوپی اے(U.P.A)حکومت کی قائم کردہ ''سچر کمیٹی'' کی رپورٹ میں ہے کہ مسلمانوں کے صرف چار فیصد بچے مدارس اسلامیہ(Islamic Institutes) میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔

(۱) چھیانوے فیصد مسلم بچے اسلامی تعلیمات سے ناواقف ہوتے ہیں۔(۲) باقی ماندہ چھیانوے فیصد بچوں میں سے جتنے بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں، وہ اسکول، کالج، اور یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور چونکہ انسانی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ ہر انسان اپنے معلم اور استاذ کو قابل احترام سمجھتا ہے اور ان کی باتوں کو قابل تقلید واتباع شمار کرتا ہے۔اپنے استاذ کے نقش قدم پر چلنے کو قابل فخر گردانتا ہے اور معلم کے افکار ونظریات کو متعلم حق وباطل کا معیار بنالیتا ہے۔

اب معلم اگر خلاف اسلام عادات واطوار اور غیر اسلامی تہذیب وتمدن سے متصف ہے تو طلبا کا ان عادات واطوار اور تہذیب وتمدن سے متأثر ہوجانا ایک فطری امر ہے۔ بلکہ اکثر عصری تعلیم گاہوں میں بہت سے مخالف اسلام قوانین رائج ہیں، مثلاً بالغ لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم، ستر کو ظاہر کرنے والے یونیفارم۔اب اگر استاذ اسلام کا مخالف ہو یا مذہب اہل سنت وجماعت کا مخالف ہو مثلاً بدمذہب ہو تو یقیناً طلبا کو دین اسلام اور مذہب اہل سنت وجماعت سے دور کرنے کی کوشش کرے گا اور اس طرح کے بہت سے واقعات رونما ہوچکے ہیں اور سچر کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق مسلمانوں کے چھیانوے فیصد بچے عصری دانش کدوں میں تعلیم وتربیت پاتے ہیں۔پس مدارس اسلامیہ کا نصاب تعلیم ایسا ہو کہ فارغین اسکول، کالجز اور یونیورسٹیز میں تدریسی منصب پر فائز ہوسکیں، ورنہ مسلم بچوں کا اخلاق وکردار بھی روز بروز متأثر ہوتا جائے گا اور ایمان وعقیدہ بھی ہاتھ سے چلا جائے گا۔پس خوب غور وفکر کیا جائے۔

عصری تعلیم گاہوں میں بعض تعلیم گاہی ماحول، بعض کتابی مضمون اور بعض معلمین، مذہب اسلام اور مسلک اہل سنت وجماعت کیلئے مضر ثابت ہوتے ہیں۔اس لئے ان تینوں امور کی اصلاح کے لیے پرائمری اسکول سے یونیورسٹیوں تک علمائے اہل سنت کا تدریسی مناصب پر فائز ہونا لازم ہے۔فی الوقت ضرر ونقصان روز بروز اپنا دائرہ وسیع کرتا جارہا ہے اور مفکرین خاموش تماشائی بنے کھڑے ہیں۔ماضی قریب میں امام اہل سنت کے خلیفہ اجل حضرت علامہ سید سلیمان اشرف بہاری (۱۸۷۸ء-۱۹۳۹ء) مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں پروفیسری کے منصب پر فائز تھے۔امام اہل سنت کے تلمیذ رشید ملک العلماء حضرت علامہ سید ظفر الدین بہاری (۱۸۸۰ء-۱۹۶۲ء) کے فرزند ارجمند ڈاکٹر مختار الدین آرزو (۱۹۱۷ء-۲۰۱۰ء) بھی طویل مدت تک مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں متعدد موقر مناصب پر رونق افروز رہے۔اعلیٰ حضرت کے پیر خانہ کی عظیم ترین شخصیت عزت مآب امین قوم وملت ڈاکٹر سید امین میاں برکاتی مارہروی

تادم تحریر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبہ اسلامیات میں منصب صدارت پر فائز المرام ہیں۔خانوادۂ برکاتیہ کی معروف روزگار ہستی محترم پروفیسر سید جمال الدین اسلم برکاتی مارہروی جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں صدر شعبہ تاریخ کے منصب سے سرفراز ہوئے۔ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم مصباحی ہمدرد یونیورسٹی (دہلی) میں صدر شعبہ اسلامیات ہیں۔ڈاکٹر سجاد عالم مصباحی پریسیڈنسی یونیورسٹی آف کلکتہ میں شعبہ تاریخ کے پروفیسر ہیں۔اس سلسلہ کو مزید آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔

مدارس اسلامیہ کے فارغین عقل وہوشمندی اور محنت ومشقت سے کام لیں،خود بھی ترقی کریں اور قوم کو بھی عروج بخشیں۔اسلامی تعلیم گاہوں میں تعلیمی مدت میں تخفیف کی جائے،تاکہ فراغت کے بعد طلبا کے لیے اسکولی تعلیم کی گنجائش باقی رہے۔صالح افکار ونظریات اور تعمیری ذہنیت کو قبولیت وتحسین سے سرفراز کیا جائے۔فاسد آرا وتخیلات اور تخریبی ذہنیت کو شکست دی جائے۔موجودہ وقت میں ملک ہند میں مذہب اہل سنت وجماعت انتہائی کشمکش میں مبتلا ہے۔وہ تمام امور جو مذہب اور اہل مذہب کے زوال وادبار کے لیے اسباب ووسائل بن سکتے ہوں،انہیں سختی کے ساتھ کچل دینے کی کوشش کی جائے۔ان شاء اللہ تعالیٰ ثم ان شاء (ان شاء) الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ماہنامہ ''پیغام شریعت'' رفتہ رفتہ ان تمام راہوں کی نشاندہی کرتا جائے گا جو قومی وملی عروج وارتقا اور فلاح وبہبود کی جانب لے جاتی ہوں۔نیز وہ نفوس قدسیہ غور وفکر کریں جو فکر ونظر کے اہل ہیں۔مشکل اس لئے درپیش آتا ہے کہ ہمارے اکثر امور میں نااہلوں کا گروہ میدان میں کود پڑتا ہے۔انہیں خود بھی معلوم نہیں کہ وہ قوم وملت کے لیے مستقبل کی خاکہ نویسی اور تصویر سازی کے اہل ہیں یا نہیں؟لیکن رائے زنی کے لیے منہ کھول دیتے ہیں۔**فاللہ المستعان وھو نعم المولیٰ ونعم النصیر**

معاشرہ

معاشرہ (Society) کو تین بڑے حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ (۱) گھریلو معاشرہ (۲) احباب ومتعلقین کا معاشرہ (۲) ارباب حکومت کا معاشرہ۔

ہر شعبہ میں علمائے دین کی ضرورت

معاشرہ کی مذکورہ بالا تینوں اقسام اسی وقت صالح اور قابل مدح ہوں گی،جب وہ موافق شرع ہوں اور تینوں حصے شریعت اسلامیہ کے موافق ومطابق اسی وقت ہوں گے جب تینوں مقامات پر اسلامی تعلیمات سے مزین افراد موجود ہوں۔مدارس بھی ایسا نصاب تعلیم رائج کریں کہ علمائے کرام،مساجد ومدارس کے علاوہ زندگی کے دیگر شعبہ جات میں داخل ہو سکیں،نیز ایسا نظام تعلیم ترتیب دیں کہ ارباب ثروت بھی اپنے بچوں کو دینی تعلیمات سے آراستہ کر سکیں۔رہائش گاہ،کلاس روم،خورد ونوش وغیرہ کا عمدہ انتظام ہو۔

انسانی معاشرہ اور اسلامی نظریات

شریعت اسلامیہ نے سماج کے ان تینوں حصوں سے متعلق کامل رہنمائی فراہم کیا۔معاشرہ کے ان تینوں حصوں سے متعلق اسلامی تعلیمات کا وجود خود بتا رہا ہے کہ ایک صالح معاشرہ کی تشکیل کے لیے سماج کے ان تینوں حصوں کا صحیح وسالم اور عیوب ونقائص سے پاک ہونا ضروری ہے۔

علامہ اسماعیل حقی بن مصطفیٰ استانبولی خلوتی حنفی (م ۱۱۲۷ھ) نے لکھا:''قال بعض الکبار۔ہر آدمی کہ باشد،او را البتہ سہ مذہب باشد۔یکے مذہب پدر ومادر وعوام شہر بود۔این ست ''ما من مولود'' الخ۔دوم مذہب بادشاہ ولایت بود کہ اگر

بادشاہ عادل باشد، بیشتر اہل ولایت عادل شوند و اگر ظالم باشد، و اگر زاہد، شوند و اگر حکیم باشد، حکیم شوند و اگر حنفی مذہب باشد، حنفی شوند و اگر شافعی مذہب باشد، شافعی شوند۔ از جہت آنکہ ہمہ کس را قرب بادشاہ مطلوب باشد و ہمہ کس طالب ارادت ومحبت بادشاہ باشند۔ اینست معنی ''الناس علیٰ دین ملوکہم'' سوم مذہب یار بود با کہ صحبت و دوستی می ورزد۔ ہر آئینہ مذہب او گیرد ومعنی شرط صحبت مشابہت بیروں وموافقت اندروں و اینست معنی ''المرء علیٰ دین خلیلہ''۔

عَنِ الْمَرْءِ لَا تَسْأَلْ وَاَبْصِرْ قَرِيْنَهٗ فَكُلُّ قَرِيْنٍ بِالْمُقَارِنِ يَقْتَدِيْ وَنِعْمَ مَا قِيْلَ

نفس از ہمہ نفس بگیرد خوئے
برحذر باش از لقائے خبیث
باد چوں برفضائے بد گذرد
بوئے بد گیرد از ہوائے خبیث

(تفسیر حقی المعروف بہ تفسیر روح البیان ج۱۰ ص ۳۴۴)

ترجمہ: بعض اکابرین نے فرمایا۔ ہر آدمی کا یقینی طور پر تین مذہب ہوگا۔ ایک ماں، باپ اور باشندگان شہر کا مذہب ہوگا۔ حدیث نبوی ''ما من مولود'' الخ کا یہی مفہوم ہے۔ دوسرا ملک کے بادشاہ کا مذہب ہوگا کہ بادشاہ اگر انصاف پسند ہوگا تو اکثر اہل ملک عادل ہوں گے۔ اور اگر ظالم یا زاہد ہوگا تو لوگ ظالم وزاہد ہوں گے اور اگر بادشاہ حکیم ہوگا تو لوگ حکیم ہوں گے، اور اگر بادشاہ حنفی مذہب ہوگا تو لوگ حنفی ہوں گے، اور اگر بادشاہ شافعی المسلک ہوگا تو لوگ شافعی ہوں گے۔ اس لیے کہ ہر شخص کو بادشاہ کی قربت مطلوب ہوتی ہے اور تمام لوگ بادشاہ کی محبت وعقیدت کے طلبگار ہوتے ہیں۔ ''الناس علیٰ دین ملوکہم'' کا معنیٰ یہی ہے۔

تیسرا اس دوست کا مذہب ہوگا جس کی صحبت ودوستی اختیار کیا ہے، ضرور اس کا مذہب اختیار کر لیتا ہے اور صحبت ودوستی کی شرط کا مطلب ہے ظاہری مشابہت اور اندرونی موافقت اور حدیث مصطفوی ''المرء علیٰ دین خلیلہ'' کا یہی مفہوم ہے۔

(ترجمہ اشعار) (۱) آدمی کے بارے میں مت دریافت کر۔ بلکہ اس کے دوست کو دیکھ لے۔ کیونکہ ہر دوست اپنے دوست کی پیروی کرتا ہے۔

اور کتنا اچھا قول ہے۔

(۲) نفس انسانی، ہر قسم کے نفس انسانی سے کوئی عادت حاصل کر لیتا ہے۔ پس برے آدمی کی ملاقات سے احتیاط کرتا رہ (تا کہ اس کے اخلاق وکردار کو تمہارا دل اپنا نہ لے)

(۳) ہوا جب بری فضا کے پاس سے گذرتی ہے تو بری ہوا سے بد بو لے لیتی ہے۔

توضیح: تحریر بالا میں مذہب سے دین ومذہب، اخلاق وکردار، عادات واطوار وغیرہا امور مراد ہیں جو محبت ودوستی اور صحبت ومعیت کے سبب ایک سے دوسرے کو سرایت کر جاتے ہیں۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ ''خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے''۔

گھریلو معاشرہ اسلام کی نظر میں

رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ''فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا۔ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ۔ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ'' (سورہ روم-۳۰)

ترجمہ: تو اپنا منہ سیدھا کرو اللہ کی اطاعت کیلئے ایک اکیلے اسی کے ہو کر، اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا۔ اللہ کی بنائی چیز نہ بدلنا۔ یہی سیدھا دین ہے مگر بہت لوگ نہیں جانتے۔ (کنز الایمان)

توضیح: اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو فطرت اسلام پر پیدا کیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ تمام انسان مسلمان کیوں نہیں ہوتے؟ اس کا جواب حضرت سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث میں بالتفصیل موجود ہے کہ ماں، باپ کی تعلیم وتربیت کے سبب بچہ کی فطرت اصلیہ پوشیدہ ہو جاتی ہے اور تعلیم وتلقین کی جانے والی باتیں اپنا اثر دکھا جاتی ہیں۔ احادیث طیبہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ اِلَّا عَلٰی فِطْرَۃِ الْاِسْلَامِ حَتّٰی یُعْرِبَ فَاَبَوَاہُ یُهَوِّدَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ (صحیح ابن حبان ج۱ص ۳۴۱-المعجم الکبیر للطبرانی ج۱ص ۳۵۳-المختارۃ للضیاء المقدسی ج۲ص۲۰۱-معرفۃ الاٰثار والسنن ج۱۱ص۳۹۱-عن ابی ہریرۃ-حلیۃ الاولیاء ج۹ص۲۶)

ترجمہ: ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ بولنے لگے۔ پھر اس کے والدین اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

(۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ-کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُهَوِّدَانِہٖ وَیُنَصِّرَانِہٖ وَیُمَجِّسَانِہٖ (السنن الکبریٰ للبیہقی ج۶ص ۲۰۳)

(۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ-کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْمِلَّۃِ فَاَبَوَاہُ یُهَوِّدَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُشَرِّکَانِہٖ-الحدیث (جامع الترمذی باب کل مولود یولد علی الفطرۃ)

(۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ-مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ-ثُمَّ یَقُوْلُ-اِقْرَؤُوْا-"فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا-لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ-ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ" (شرح مشکل الاٰثار للطحاوی ج۴ص ۱۳)

توضیح: احادیث مرقومہ بالا کا مفہوم یہ ہے کہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا کیا جاتا ہے۔ پھر جب کچھ شعور آتا ہے تو ماں باپ کو جو کچھ کرتے دیکھتا ہے، انہیں عادات واطوار کو اختیار کر لیتا ہے۔ کیونکہ ایام طفولیت میں ذہن انسانی قرطاس ابیض (white paper) کی مانند ہوتا ہے۔ پھر والدین بھی اپنے مذہب وملت اور اپنے رسوم وعادات کی ترغیب دیتے رہتے ہیں۔ نتیجتاً فطرت اصلیہ پر مشاہداتی امور غالب آجاتے ہیں۔ ورنہ اگر بچوں کو کسی بھی مذہب کی جانب راغب نہ کیا جائے تو وہ از روئے فطرت وجبلت مذہب اسلام کو صحیح تصور کرے گا۔ یعنی کائنات عالم کے لیے کسی خالق کا وجود ضرور تسلیم کر لے گا۔

(۵) عَنْ اَیُّوْبَ بْنِ مُوْسٰی عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ-مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَہٗ مِنْ نُحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ-رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۳)

ترجمہ: حضرت سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کسی باپ نے اپنے بیٹے کو "اچھے ادب" سے بہتر کوئی تحفہ نہیں دیا۔

توضیح: حدیث محررہ بالا سے ثابت ہو گیا کہ ماں باپ کی تعلیم وتربیت کا اثر بچوں پر ضرور پڑتا ہے۔ اب ضروری ہے کہ والدین علمائے دین وصالحین سے قریب ہوں تاکہ خود والدین صحیح المذہب اور عمدہ اخلاق سے متصف ہوں، پھر ان کے اثر سے نسل جدید بھی راہ راست پر آسکے۔ اسی طرح لازم ہے کہ علمائے کرام، عوام مسلمین کے شعبہائے حیات میں دخیل وشریک ہوں تاکہ عامۃ المسلمین انہیں دیکھ کر اپنے آپ کو اخلاق سلیمہ سے مزین کر سکیں۔ واللہ الھادی الیٰ سبیل الحق۔

☆☆☆

شب خون پر سیاست

جاوید احمد عنبر مصباحی

آج کل بھارت میں سب سے زیادہ بحث 'شب خون' کے حوالے سے ہورہی ہے۔ اوراس مدعا کو اتنا گرما دیا گیا ہے کہ آر ایس ایس کے سابقہ مدعوں کی طرح اس کو کسی ثبوت کے مطالبے کے بغیر واقع تسلیم کرنے والے کو دیش بھکتی کی سند اوراس کا ثبوت مانگنے والے کو دیش دروہ قرار دیا جارہا ہے۔ اور سب سے زیادہ مضحکہ خیز تو یہ ہے کہ یہ سرٹیفکیٹ ان لوگوں کی طرف سے بانٹا جارہا ہے جن کے نظریاتی آباو اجداد آزادی کی لڑائی میں ہندوستانی بہادروں میں کہیں نظر نہیں آتے ہیں۔

۱۸ ستمبر کو جموں وکشمیر کے اڑی سیکٹر میں فوجی کیمپ پر ہوئے دہشت گردانہ حملے کے بعد مودی کافی پریشان تھے، سابق وزیر اعظم منموہن سنگھ کی امن کوششوں کو 'پریم پتر' بتانے والے اور ایک فوجی سر کے بدلے دس سر کاٹ کر لانے کا وعدہ کر کے اقتدار میں آئے۔ مودی اپنے ہی پرانے بیانوں سے تنقید کے گھیرے میں پھنس چکے تھے، اور تو اور خود اپنے ہی بھکتوں کی طرف سے پاکستان کو نیست و نابود کر دینے کے دباؤ میں الجھ کر رہ گئے تھے کہ ۲۸/ اور ۲۹/ ستمبر کی درمیانی شب میں پاکستان کے زیر انتظام کشمیر میں لائن آف کنٹرول کے سات سو میٹر اندر جا کر ہندوستانی بہادروں کی جانب سے شب خون مارنے کا اعلان ڈائرکٹر جنرل آف ملٹری آپریشن نے وزیر دفاع پاریکر کی موجودگی میں کیا۔

وزیر خارجہ نے خود سونیا گاندھی اور وزیر اعظم نریندر مودی نے سابق وزیر اعظم منموہن سنگھ کو یہ اطلاع دی اور تمام پارٹیوں کو اس کی بریفنگ دینے کے لیے بلایا گیا، میٹنگ سے نکلنے کے بعد ہی سی پی ایم پارٹی کی جانب سے میڈیا کو یہ بیان دیا گیا کہ ان کے کچھ سوالوں کا انھیں جواب نہیں ملا۔ چونکہ یہ سرجیکل اسٹرائک وزیر اعظم کی منظوری سے ہوا تھا اس لیے اس نے وزیر اعظم مودی کا قد اور اونچا کر دیا یہاں تک کہ یہ سب سن کر ان کے سب سے کٹر حریف وزیر اعلیٰ دہلی اروند کیجریوال نے دہلی اسمبلی کا ایک روزہ خاص سیشن بلا کر وزیر اعظم کے بہادرانہ فیصلے کو اسمبلی کی طرف سے خراج عقیدت پیش کیا۔ دہلی اسمبلی کی خبر سن کر ہمیں تھوڑا جھٹکا سا لگا مگر بعد میں احساس ہوا کہ ہوشیار اور چالاک آئی اے ایس اروند کیجریوال نے اس شب خون کو اسمبلی کی کاروائی کے ریکارڈ میں درج کروانے کے لیے ہی ایسا کیا ہے تاکہ یہ ہمیشہ کے لیے یادگار بن جائے، جبکہ رات میں بی بی سی کے پاکستانی نمائندے کے ان الفاظ نے تو کان کھڑے کر دیے کہ پاکستانی فوج نے بہت سے غیر ملکی صحافیوں کو وہ علاقہ دیکھنے کے لیے بلایا تھا جہاں سرجیکل اسٹرائک کا بھارت دعویٰ کرتا ہے، میں بھی ان صحافیوں میں شامل تھا، وہاں کوئی ایسا نشان نہیں ملا ہے جس سے سرجیکل اسٹرائک کے دعویٰ کو ثبوت فراہم ہوتا ہو۔ یہ خبر

آتے ہی عالمی اور ملکی پیمانے پر ہندوستانی حکومت سے دعوے پر ثبوت کی فراہمی کا مطالبہ ہونے لگا تاکہ پاکستان کے دعوے کو جھوٹا ثابت کیا جاسکے۔ اُدھر یوپی وغیرہ اسمبلی انتخابات کو مدنظر رکھتے ہوئے بی جے پی اور اس کی اتحادی پارٹیوں نے جان کو جوکھم میں ڈال کر شب خون مارنے والے جوانوں کی جگہ سارا کریڈٹ وزیراعظم مودی کو دیتے ہوئے انھیں 'رام روپ' بتانے والا پوسٹر جگہ جگہ لگانا شروع کر دیا جس پر اپوزیشن نے پاکستانی فوج اور بی بی سی کے نمائندے کے الفاظ کا سہارا لیتے ہوئے حکومت کے دعوے پر سوال کھڑا کرنا شروع کر دیا اور دبے لفظوں میں اس پورے واقعہ کو مشکوک قرار دیا۔ معاملہ گرم ہوتے دیکھ کر مودی حکومت نے کابینی میٹنگ بلائی اور متعلقہ وزیروں کے علاوہ سبھوں کو اس مدعا پر منھ بند کرنے کا آدیش دیا، جسے بی جے پی کے نیتا اور کارکنوں نے ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے اڑا دیا۔ دفاعی امور کی پارلیمانی کمیٹی کو بھی اس واقعہ کی بریفنگ دینے میں بھی حکومت پس وپیش میں ہے، جلتے پہ تیل چھڑکنے کا کام فوج کے اس بیان سے ہوا کہ سرجیکل اسٹرائک کی ویڈیو حکومت کے حوالے کر دی گئی ہے۔ اب اپوزیشن کے ساتھ بہت سے سماجی کارکن اور عام لوگوں کی طرف سے بھی یہ مطالبہ زور پکڑنے لگا کہ حکومت نے جس طرح سرجیکل اسٹرائک کی خبر عام کی ہے ثبوت (ویڈیو) بھی عام کرے۔ مگر مودی حکومت قومی سلامتی کے چلمن میں پناہ لیتی آرہی ہے۔ اور مخالفین کو اس ڈنڈے سے ہانکنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ یہ لوگ فوج کا اَپمان کر رہے ہیں، مگر جہاں تک ہم سمجھتے ہیں اس پورے قضیہ سے انھیں فائدہ کی بجائے نقصان ہی ہوگا کیونکہ:۔

(۱) جیسا کہ کانگریس نے دعویٰ کیا ہے کہ اس سے قبل تین مرتبہ سرجیکل اسٹرائک کیا گیا مگر قومی سلامتی کا مسئلہ ہونے کی وجہ سے اسے عام نہیں کیا گیا، پھر وزیر دفاع کو ڈھنڈورا پٹوانے کی کیا ضرورت تھی؟

(۲) تمام سیاسی پارٹیوں کو بریفنگ دینے کے لیے بلائی گئی میٹنگ سے نکلتے ہی سی پی ایم نے کچھ سوالوں کا جواب نہ ملنے کی بات کہہ کر مودی حکومت کو دبے لفظوں میں جھٹلا دیا تھا اور شاید اسی کو تاڑ کر کیجریوال نے دہلی اسمبلی کا ایک روزہ خاص سیشن بلا کر مودی کو (جھوٹی) مبارک بادی دے دی۔

(۳) دنیا کی کسی بھی حکومت یا شخص بلکہ خود اہل پاکستان کو میاں نواز شریف کے کہے پر اعتبار نہیں ہے، مگر بی بی سی کے نمائندے کے الفاظ نے سبھوں کے کان کھڑے کر دیے کہ پاکستانی فوج نے بہت سے صحافیوں کو وہ علاقہ دیکھنے کے لیے بلایا تھا جہاں سرجیکل اسٹرائک کا بھارت دعویٰ کرتا ہے، میں بھی ان صحافیوں میں شامل تھا، وہاں کوئی ایسا نشان نہیں ملا ہے جس سے سرجیکل اسٹرائک کے دعویٰ کو ثبوت فراہم ہوتا ہو۔ اور اس کے بعد ثبوت کا مطالبہ زور پکڑتا جارہا ہے، ہمارے حساب سے متعلقہ ویڈیو میں کچھ اہم چیزوں کو اِڈِٹ کر کے اسے عام کر دینا چاہیے۔

(۴) نیویارک ٹائمز اَمریکہ کے ۲؍اکتوبر کے تجزیے کے مطابق پاکستانی حکومت اَقوام متحدہ اور صحافیوں کی نگرانی میں ان مقامات کے معائنہ اور تحقیقات کے لیے تیار ہے جن کے بارے میں ہمارا دعوی ہے کہ ہم نے شب خون مارا ہے اور مودی حکومت خود اپنے ہی ایم پی کے مطالبے پر بھی دفاعی پارلیمانی کمیٹی تک کو بریفنگ دینے میں آنا کانی کر رہی ہے۔ جس سے اپوزیشن کو مزید ہتھیار فراہم ہوتا ہے۔

(۵) جس طرح بی جے پی اور اس کے اتحادیوں کی جانب سے سرجیکل اسٹرائک کے واقعہ سے ناجائز سیاسی فائدہ اٹھانے کی کوشش کی گئی ہے مخالفین کی نظر میں اس نے بھی بی بی سی کے نمائندہ کے سوالات کو اور گہرا کر دیا ہے۔

(۶) نیو یارک ٹائمز نے ۱۱؍اکتوبر آن لائن اشاعت اور ۲۱؍اکتوبر کے مطبوعہ ایڈیشن میں جس طرح پاکستانی اہلکار اور سرحد پار کے باشندے کے الفاظ میں حالات کو بیان کیا اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ یہ صرف چھوٹے ہتھیاروں سے فائرنگ کا واقعہ ہے جس میں دو فوجی مارے گئے اور نو زخمی ہو گئے۔ فی الحال ہمارا ایک جوان پاکستان کے قبضے میں ہے (نیو یارک ٹائمز کے مطابق) جس کے متعلق پاکستان کا دعویٰ ہے کہ یہ جوان اسی سرجیکل اسٹرائک ٹیم کا حصہ ہے جسے اس رات ان کے فوجیوں نے پکڑ لیا تھا، جبکہ ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ جوان راہ بھٹک کر اس علاقے میں داخل ہو گیا تھا۔ مگر پورے مضمون میں نیو یارک ٹائمز کا انداز بیان چینی میڈیا جیسا ہے جو پاکستانی اہلکار کی باتیں تفصیل میں اور ہماری اختصار میں پیش کر کے اشاروں اشاروں میں پاکستان کے دعویٰ کی زیادہ حمایت کرتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ اس مضمون نے بھی شک کی چادر کو مزید گہرا کر دیا۔

اب رہا یہ سوال کہ کیا ڈائرکٹر جنرل ملٹری آپریشن جھوٹ بول رہے ہیں؟ تو مخالفین کا کہنا ہے کہ مودی حکومت اور گجرات فسادات پہ بولتے ہوئے منور رانا تو سپریم کورٹ کے احاطے میں بہت پہلے کہہ چکے ہیں کہ:

حکومت کے اشاروں پر تو مردہ بول پڑتا ہے۔

مزید مودی کے منتری ریٹائرڈ جنرل وی کے سنگھ کی تاریخ پیدائش پہ سپریم کورٹ کا فیصلہ خود اس سوال کا جواب فراہم کرتا ہے، ساتھ ہی یہ بھی بتاتا ہے کہ مودی کو کس طرح کے جوان' دیش بھکت لگتے ہیں۔ فوجی جوان اور فوجی آفیسروں کی حب الوطنی میں بڑا فرق ہے۔ ایک پرائمری ٹیچر سے بھی کم تنخواہ پانے والا فوجی جوان یہ جانتے ہوئے بھی کہ بیوی بیوہ، بوڑھے ماں باپ بے سہارا اور بچے یتیم ہو جائیں گے' دشمنوں کی گولیاں سینے پر کھانے کو ہر دم تیار رہتا ہے' اپنے ایمان کا سودا ہرگز نہیں کرتا ہے مگر بوفورس گھوٹالے اور تابوت گھوٹالے اس بات کا اشارہ ہیں کہ سیاسی دباؤ یا لالچ میں ممتاز عہدوں پر فائز لاکھوں روپے تنخواہ پانے والے اِکا دُکا فوجی آفیسرز وفاداری بدلنے میں دیر نہیں کرتے۔ فوجیوں کا وقار مودی حکومت کو اتنا عزیز ہوتا تو وہ ریٹائرڈ فوجی سربراہ جنرل وی کے سنگھ کو ہرگز بی جے پی کی نمائندگی نہیں دیتے جنھوں نے ایک سال کی اضافی سروس پانے کی 'ناجائز خواہش' کی تکمیل کے لیے سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹا کر فوجی وقار کو مجروح کیا، حالانکہ سپریم کورٹ سے انھیں منہ کی کھانی پڑی تھی۔ دیش کے لیے ہر وقت جان کی قربانی پیش کرنے کا جذبہ رکھنے والے ہندوستانی فضائیہ کے جوان محمد سرتاج کے باپ محمد اَخلاق کو دادری میں بی جے پی لیڈر اور کارکنوں کے ہاتھوں بے دردی سے موت کے گھاٹ نہیں اتارا جاتا اور ضرور مجرموں کے خلاف (عآپ کے ممبران اسمبلی کی طرح) سخت اور تیز ایکشن لے کر انھیں کیفر کردار تک پہنچایا جاتا۔ اور اب تک ان کے بے قصور گھر والوں کو ڈرانے دھمکانے کا سلسلہ بند ہو چکا ہوتا۔

(۷) اگر اٹل بہاری واجپئی یا منموہن سنگھ کے دور میں یہ واقعہ ہوتا تو پاکستان کیا بی بی سی کے ہزاروں لاکھوں حلفیہ بیان کو بھی ہندوستانی عوام جوتوں کی ٹھوکر سے اڑا دیتے، اَپوزیشن پارٹیوں کے سوالیہ جملوں کو کسی عام شہری کی حمایت نہیں ملتی۔ اور ابھی بھی یہی کیفیت ہوتی اگر ہر شہری کے کھاتے میں پندرہ۔ پندرہ لاکھ روپے پہنچ جاتے یا اس کی امید زندہ ہوتی، ودیش سے کالا دھن واپس آ گیا ہوتا، مہنگائی کے زخموں پہ مرہم لگ گیا ہوتا؛ زعفرانی دہشت گردوں کے خلاف مناسب کاروائی ہوتی۔

ہماری تمام سیاسی پارٹیوں اور عام شہریوں سے گذارش ہے کہ اس بحث کو اب بند کر دیا جائے اور سرمائی سیشن کو اس کے چکر میں بر باد نہ کیا جائے۔

☆☆☆

حضرت علّامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کے وصال پر
علمائے کرام کے تاثرات

۶/ستمبر ۲۱۰۶ء مطابق ۴/محرم الحرام ۱۴۳۸ھ بروز جمعرات امیر اہل سنت حضرت سید شاہ تراب الحق قادری طویل علالت کے بعد وصال فرما گئے۔ درج ذیل میں دنیا کے مختلف ممالک سے علمائے کرام کے تاثرات درج کیے جاتے ہیں۔(ادارہ)

محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قبلہ قادری گھوسی

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق صاحب علیہ الرحمہ اپنی ذات میں ایک انجمن اور کثیر الجہات شخصیت کے مالک تھے۔آپ کے ذریعہ اہلسنت و جماعت کی ترویج واشاعت کا بہت عظیم کام ہوا۔انداز کلام بہت ہی دلکش ہر جملہ علم وتحقیق،متانت وسنجیدگی سے لبریز ہوتا صورت پرکشش ہمیشہ لبوں پر تبسم کے جلوے نظر آتے جلوت دین کی اشاعت میں اور خلوت رب کی عبادت میں گذرتی جو وقت آپ نے سیاست میں گزارا وہ بھی خدمت خلق اور اشاعت حق میں بسر ہوا دوران علالت بھی اپنی قوت جسمانی سے زیادہ رضائے الٰہی کے کاموں میں مصروف رہے۔حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ خوف الٰہی اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر دم سرشار رہتے مشائخ اسلام کے عقیدت مند عامۃ المسلمین کے خیر خواہ صوفی صافی عالم کامل مرشد برحق کی حیثیت سے ہر کہہ ومہ میں مقبول ومعتمد رہے۔

آپ کی رحلت سے ہر بزم سونی سونی ہوگئی اور لاکھوں مریدین ومعتقدین اشک بار نظر آئے۔رب قدیر آپ کی مرقد انور پر غفران ورضوان اور انوار ورحمت کی باران بے پایاں فرمائے اور مسلک ومذہب کے تحفظ کے لیے اہل سنت کو آپ کا بدل عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فقیر ضیاء المصطفیٰ قادری غفرلہٗ:۹/محرم الحرام ۱۴۳۸ھ

حضرت علامہ توصیف رضا خاں بریلی شریف

حضرت علامہ مولانا مفتی سید شاہ تراب الحق صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے وصال پر ملال کی جانکا خبر سن کر سخت افسوس اور دلی رنج ہوا۔اناللہ واناالیہ راجعون۔یقینا آپ کے انتقال پر ملال پر دنیائے سنیت سوگوار ہے۔مولیٰ جل مجدہ بجاہ حبیبہ الکریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم آپ کی قبر کو رحمت وانوار سے معمور فرمائے آمین۔

آپ کی تحریر وتقریر سے سنّیت کا بے مثال کام ہوا ہر کس وناکس مستفیض ہوتے رہے آپ کے علوم ظاہری وباطنی سے ایک عالم فیض یاب ہوتا رہا۔ آپ مسلک اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے سچے علم بردار تھے۔ برصغیر بالخصوص پاکستان میں شاہ صاحب قبلہ ایک غیر متنازع شخصیت رہے۔ شاہ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ زمین پر چمکنے والے ایسے ستارے تھے جو اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ چمکتے رہے اور گم گشتگان راہ شریعت وطریقت کو صراط مستقیم پر چلاتے رہے۔ رب عزوجل بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ کی مرقد پر انوار وتجلیات کی بارش فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اہل سنت کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد توصیف رضا خاں

علامہ عبد المبین صاحب نعمانی قادری چریا کوٹ

۴؍محرم الحرام ۱۴۳۸ھ بروز پنجشنبہ (جمعرات) کو امیر جماعت اہل سنت پاکستان یادگار اسلاف حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند کے انتقال پر ملال کی خبر سن کر بے حد افسوس ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم اپنے عہد میں علمائے اہل سنت کے معتمد اور سرخیل کی حیثیت رکھتے تھے۔ آپ کی صوفیانہ اور زاہدانہ زندگی اہل پاکستان کے لئے ایک بہترین نمونہ تھی۔ ایسا لگتا ہے کہ اکابر علمائے اہل سنت کے سلسلۃ الذہب کی آپ آخری کڑی تھے۔ تقریر تحریر اور دعوت وتبلیغ نیز تنظیم وتحریک ہر میدان کے آپ شہسوار اور قائدانہ صلاحیتوں کے مالک تھے آپ کی جو کتابیں نظر سے گذری ہیں ان میں دعوت وتنظیم، حیات امام اعظم، فضائل صحابہ واہل بیت، رسول خدا کی نماز کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ آخر الذکر دونوں کتابیں اس لائق ہیں کہ ان کو ہر گھر کی زینت بنایا جائے اور دوسری مختلف زبانوں میں ان کے تراجم شائع کیے جائیں، آج ہمارے علما ومشائخ جب رحلت کر کے قبر میں آرام فرما ہوتے ہیں تو ان کی دینی خدمات کو طاقِ نسیاں کی نذر کر دیا جائے اور ساری توجہ مزار وچادر اور تعمیر قبر کی طرف مبذول کر دی جاتی ہے۔ جب کہ اولین درجے ان کے آثار علمیہ کی اشاعت پر توجہ دینی چاہئے کہ یہی ان کا سب سے بڑا فیضان ہے اور ان کے لئے سب سے بڑا ایصال ثواب بھی۔ اللہ رب العزت مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے، پسماندگان کو صبر واجر کی توفیق بخشے اور انہیں کے نقش قدم پر چلائے، آمین۔

محمد عبد المبین نعمانی قادری، دار العلوم قادریہ، چریا کوٹ، مئو، یوپی، انڈیا، ۶؍محرم الحرام ۱۴۳۸ھ/ ۱۶/ ۱۰/ ۲۰۱۶ء

حضرت مفتی محمد قمر الحسن بستوی امریکہ

۶؍اکتوبر ۲۰۱۶ء/ ۴؍محرم الحرام ۱۴۳۸ھ جمعرات کا دن عالم اسلام کے لیے عموماً اور اہل پاکستان کے لیے خصوصاً غم واندوہ کا

پیغام لے کر آیا جب عالم اسلام کی مایہ ناز، قدآور اور مرتاض شخصیت حضرت علامہ سید شاہ تراب صاحب ہم سے رخصت ہو گئے اور جلوۂ الٰہی میں گم ہو کر ابدی نیند سو گئے۔ اہل سنت کی مایہ ناز شخصیات یکے بعد دیگرے رخصت ہو رہی ہیں اور جو جا رہا ہے اس کی جگہ پُر نہیں ہو پا رہی ہے۔

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق علیہ الرحمہ ایک قدآور شخصیت کے مالک تھے اور بڑی خصوصیات کے حامل۔ وہ ایک داعی اسلام، مبلغ سنیت اور ناشر رضویت تھے۔ گوناں گوں اوصاف نے ان کو ایسی قبولیت عطا کر دی تھی کہ وہ چار براعظموں میں اپنی دینی تحریکات کو جاری رکھے ہوئے تھے۔ ایشیا، یورپ، افریقہ اور امریکہ میں ان کی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ حق گوئی ان کا شعار تھی۔ مصلحت کوشی سے وہ کوسوں دور تھے۔ مسلک و ملت کا درد ان کو بیقرار رکھتا تھا۔ جب بھی دینی کاز کے لئے ان کو جہاں کہیں سے آواز دی گئی وہ فوری حاضر ہوئے۔ وہ ایک مقرر، ناصح، فقیہہ، داعی، حالات شناس، مصنف، ذہین اور واقعات کی گہرائیوں میں اتر جایا کرتے تھے۔ وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ اتنی جہتوں میں انہوں نے کام کو پھیلا رکھا تھا کہ حیرت ہوتی ہے اور ہر کام وقت طلب مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو وقت میں برکت دی تھی۔ تقریری دورے، مسجد کی ذمہ داری، پھر تصنیف و تالیف وغیرہ وغیرہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے وقتوں میں برکت رکھ دیتا ہے۔ وہ ان سارے کاموں کو قلیل وقت میں کر گزرتے ہیں جن کو دوسرے لوگ ہفتوں اور مہینوں میں کر پاتے ہیں۔ پاکستان میں وہ اسلاف کی زندہ یادگار تھے۔ ان کو دیکھ کر اپنے بزرگوں کی یاد تازہ ہو جایا کرتی تھی۔ آج وہ ہم میں نہیں ہیں مگر ان کی یادوں نے دلوں کو مسخر کر رکھا ہے۔ کراچی کی تاریخ کا عظیم الشان فقید المثال اژدحام جنازہ، یہ اللہ کی بارگاہ میں ان کی قبولیت کی دلیل ہے۔ ایسے لوگ خال خال پیدا ہوتے ہیں جو اپنی خود کی محنتوں سے ان بلندیوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی دینی خدمات کو قبول فرمائے۔ جنت نعیم میں ان کو بلند مقام عطا فرمائے، اور ان کے جانشین حضرت مولانا سید عبدالحق قادری صاحب کو ان کا سچا جانشین بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

محمد قمر الحسن قادری غفرلہ: چیئرمین رویت ہلال کمیٹی امریکہ وخطیب امام مسجد النور ہوسٹن

حضرت مفتی محمد شمشاد احمد مصباحی

قائدین اہل سنت، حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق علیہ الرحمۃ کے انتقال پرملال کی خبر واٹس ایپ اور سوشل میڈیا کے ذریعہ موصول ہوئی، اس خبر جانکاہ کو سن کر دل و دماغ کو زبردست جھٹکا لگا اور پھر ان کا پروقار اور بارعب چہرہ نگاہوں میں گردش کرنے لگا جسے ساؤتھ افریقہ میں متعدد بار دیکھنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ سنہ ۲۰۰۲ء سے سنہ ۲۰۰۵ء تک جب میں دارالعلوم قادریہ غریب نواز لیڈی اسمتھ ساؤتھ افریقہ میں تدریس وافتا کی خدمات انجام دے رہا تھا، ایک دن شاہ صاحب دارالعلوم میں تشریف لائے اور بہت قریب سے حضور والا کو دیکھنے سننے کا اتفاق ہوا، رات میں شاہ صاحب نے طلبہ کو نصیحت کرتے ہوئے اپنے خطاب میں محدثین کرام بالخصوص امام

بخاری کے حالات کے چند گوشے بیان فرمائے اور سامعین کا دل جیت لیا، خطاب کا انداز بڑا موثر، پیارا اور انوکھا تھا، شاہ صاحب بہت ہی منکسر المزاج اور متواضع تھے، میں نے علماء کا حد درجہ احترام کرتے ہوئے دیکھا، میں نے اپنا ایک تفصیلی فتویٰ شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کیا اور گزارش کی کہ مطالعہ فرما کر اس کی تصدیق فرما دیں شاہ صاحب نے بغور مطالعہ فرمایا اور پھر یہ فرماتے ہوئے دستخط کئے کہ لائیے مخمل میں ٹاٹ کا پیوند لگا دوں، شاہ صاحب بہت پر مزاج تھے جس مجلس میں ہوتے اپنے پر لطف جملوں سے باغ و بہار بنا دیتے، اکابر کی بے شمار خوبیاں ان میں موجود تھیں اور اعلیٰ حضرت مفتی اعظم کے تو گویا عاشق تھے پاکستانی علما میں جن سے سب سے زیادہ میں متاثر ہوا وہ شاہ صاحب تھے۔ اللہ رب العزت انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔

شمشاد احمد مصباحی

حضرت مفتی محمد شعیب رضا بریلی شریف

شاہ صاحب یعنی علامہ سید تراب الحق قادری کے انتقال پر ملال کی خبر پڑھ کر دل پر چوٹ لگی استرجاع پڑھا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ شاہ صاحب کو غریق رحمت کرے اور آپ کی اولاد و احباب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ میں 2005 مین تاجدار اہل سنت حضور تاج الشریعہ کے ساتھ پاکستان گیا تھا اور میری پہلی ملاقات شاہ صاحب سے ان کی مسجد میں بروز جمعہ ہوئی، حضور تاج الشریعہ نماز جمعہ ادا کرائی اور مین نے نماز جمعہ قبل خطاب کیا جس میں شاہ صاحب نے تاجدار اہل سنت کا تعارف کرایا اور فقیر کے لیے بھی دعائیہ تعارفی کلمات کہے۔ پھر کئی جگہوں پر ہمارے پروگرام ہوئے اور شاہ صاحب ہر پروگرام مین جلوہ افروز رہتے تھے۔ تاریخی پروگرام کراچی کی میمن جامع مسجد مین ہوا تھا جس میں دسیوں ہزار عوام تھے اور سیکرون علما کا جم غفیر تھا۔ اس اجلاس کی صدارت شاہ صاحب نے فرمائی تھی۔ فقیر قادری نے اس اجلاس میں پیر شاہ کرم ازہری کی تحذیر الناس کی تصدیق کے مسئلہ پر خطاب کیا تھا جس کی تصدیق شاہ صاحب نے بھی فرمائی تھی۔ 2014 مین ڈربن جنوبی افریقہ میں ملاقات ہوئی۔ اس وقت شاہ صاحب علاج کے لیے وہاں تشریف لے گئے تھے، محب مکرم مترجم بہار شریعت حضرت مولانا مفتی آفتاب قاسم صاحب نے عرس نوری امجدی کی دعوت پیش کی، شاہ صاحب نے باوجود علالت کے اجلاس کی شرکت کی دعوت قبول فرما کر شریک اجلاس ہوئے اور بہت پر مغز خطاب بھی فرمایا اور آواز میں وہی شیر کی للکار تھی۔

2008 میں جرمنی کے ایک شہر میں میلاد النبی کے اجلاس مین ساتھ ہوا، وہاں پر شاہ صاحب نے میرا تعارف کرایا اور تعارف ہی میں مسلک اعلی حضرت کی حقانیت پر پورا خطاب فرما دیا، اور فرمایا آپ لوگ ویڈیوگرافی بند کریں تب یہ تشریف لائیں گے، پھر جب تک میں میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتا رہا شاہ صاحب ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہے اور عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کے آنسو بہتے رہے۔ ڈربن میں دو جگہ دعوت میں بھی ملاقات ہوئی، یہ میری شاہ صاحب سے آخری ملاقات تھی۔ شاہ صاحب پر مزاح اور بے تکلف آدمی تھے مگر بارعب تھے۔ شاہ صاحب بات کہنے کا ڈھنگ بہت اچھا جانتے تھے، آپ گونا گوں خوبیوں کے مالک

تھے،تقریر وتحریر کا یکساں ملکہ تھا،آپ مصلح اور کامیاب خطیب تھے اور بہترین مصنف بھی تھے،اور مسلک اعلی حضرت کی پابندی کے ساتھ کامیاب سیاستدان بھی تھے،آپ پاکستان کے ایم این اے بھی رہے۔آپ سرکار مفتی اعظم کے مرید وخلیفہ بھی تھے۔

محمد شعیب رضا قادری

ڈاکٹر غلام زرقانی قادری، ہیوسٹن امریکہ

مجھے اس ثابت شدہ حقیقت سے مجالِ انکار نہیں کہ ہر نومولود، جو روئے زمین پر اپنی آنکھیں کھولتا ہے، اسے ایک نہ ایک دن اس دارِفانی سے کوچ کر ہی جانا ہے کہ یہ دنیا سرائے خانہ ہے، تاہم یہ وضاحت ضرور سن لی جائے کہ سرائے فانی میں ہر آنے والا یکساں نہیں ہے۔...... کوئی منہ میں سونے کا چمچہ لے کر پیدا ہوا،عیش وعشرت سے پرشب وروز گزارے اور رخصت بھی ہو گیا،لیکن دور تو جانے دیں، پڑوسی تک کو نہ اس کے آنے کی خبر ہے اور نہ ہی اس کے جانے......۔ایک اور آیا، احباب نے بڑے تزک واحتشام کے ساتھ جشن ولادت منایا، کچھ عرصہ بعد اس کی شہرت وعزت چہار دانگ عالم میں پھیل گئی،لیکن اس کے رخصت ہونے کے بعد جلد ہی لوگوں کے حاشیۂ ذہن سے بھی وہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گیا......اور ایک آنے والا یوں بھی آیا کہ ولادت پر کوئی چراغاں نہیں،کوئی بزم نشاط نہیں،کوئی سامان طرب نہیں،لیکن ارد گرد مذہبی وقار وعظمت کی جھلک ہے،جبین نیاز نعمت خداوندی پر ہدیہ تشکر نچھاور کرتے ہوئے خم ہے،اور دونوں ہاتھ بارگاہ ایزدی میں پھیلے ہوئے ہیں۔۔ایسے ماحول میں آنے والا دینی تربیت کے جلو میں پروان چڑھتا ہے اور ایک دن سارے عالم کو اپنے فیضان علوم ومعارف سے منور ومجلی کر دیتا ہے، بولتا ہے تو منہ سے پھول جھڑتے ہیں، خاموش رہتا ہے تو علمی وقار کی جھلک دکھائی دیتی ہے،لکھتا ہے تو علوم وآگہی کے موتی بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں ،سیاہ رات کی تنہائی میں عشق حقیقی کے چراغ جلاتا پھرتا ہے، گم گشتگان راہ کو عقائد حقہ سے آشنا کرتے ہوئے فرحت وانبساط محسوس کرتا ہے...... غرضیکہ وہ دیکھنے میں تنہا ہے،لیکن وہ اپنے آپ میں انجمن ہے،اس کے اٹھتے ہی مجلس برخاست ہو جاتی ہے اور بیٹھتے ہی بے آب وگیاہ ویرانے میں اخلاق وکردار، الفت ومحبت اور اعمال صالحہ کے سرسبز وشاداب گلشن لہلہانے لگتے ہیں۔

گفتگو کی اس منزل پر پہنچ کر دل پکار اٹھتا ہے کہ بظاہر دیکھنے میں ہر آنے والا یکساں ہے، تاہم کردار وعمل، علوم وآگہی اور فیوض وبرکات کے پس منہ میں انسانوں کے درمیان آسمان وزمین کا سا فرق ہے۔اول الذکر سے مراد عام انسان ہیں، ثانی الذکر سے مراد اصحاب زر، ارباب سیاست اور ملوک ہیں، جب کہ آخر الذکر سے میری مراد بادشاہوں کے بادشاہ سے ہے، جن کی حکومت صرف زمین کی وسعتوں تک پھیلی ہوئی نہیں رہی، بلکہ ان کی حکمرانی کے اثرات لاکھوں انسانوں کے قلوب واذہان میں ان کے وصال کے بعد بھی، ماتھے کی آنکھ سے دیکھے جا سکتے ہیں، یعنی پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمۃ والرضوان۔

میں نے پندرہ سالوں پیشتر پہلی بار ہیوسٹن، امریکہ کی سرزمین پر آپ کی زیارت کی۔خطابت کا ایک یکتائے روزگار انداز تھا، کہ جس میں نہ ہی روایتی کرختگی تھی کہ سننے والے خوفزدہ ہو جائیں اور نہ ہی آہستگی کہ سامعین کی دلچسپی کم ہو جائے، بلکہ نہایت ہی میانہ

روی اور سہل لب ولہجہ میں گفتگو کرتے۔ کبھی کبھی مزاحیہ جملے بھی کہتے، غیروں کے خلاف گاہے بگاہے تنقیدی جملے بھی کستے اور بڑی ہی نپی تلی، سجی سجائی تقریر فرماتے۔ آپ کی خطابت سے لوگوں کے ذوق وشوق کا یہ عالم کہ گذشتہ پندرہ سالوں تک مسلسل ہر سال آتے رہے اور شہر میں دسیوں پروگرامات میں خطاب فرماتے، لیکن ہزار مصروفیات کے باوجود، دیوانوں کی ایک بھیڑ اکٹھی ہو ہی جاتی۔ موصوف اچھے قلم کار بھی تھے اور خوب لکھتے تھے۔ تفسیر، فقہ اور ملی مسائل پر کئی کتابیں آپ سے یادگار ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ شہرت، دولت اور علم وحکمت، ایسی نعمتیں ہیں کہ جن میں سے کوئی ایک کسی کے ہاتھ لگ جائے، تو پھر کبر ونخوت اور غرور وتمکنت بہت تیزی سے شخصیت پر حاوی ہو جاتی ہے اور انسان تباہی وبربادی کے دہانے تک پہنچ جاتا ہے، تاہم میں پوری ذمہ داری کے ساتھ شہادت دے رہا ہوں کہ حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کو اللہ رب العزت نے متذکرہ تینوں نعمتوں سے سرفراز فرمایا تھا، وہ علوم وحکمت سے بھی فیضیاب تھے، عالمی شہرت بھی انہیں حاصل تھی اور دولت وثروت سے بھی وافر حصہ پایا تھا، لیکن اسے کرم خداوندی کہیے کہ موصوف میں کبر ونخوت اور غرور وتمکنت نام کو نہ تھی۔ وہ اپنے چھوٹوں پر بھی شفیق ومہربان تھے اور بڑوں کی بارگاہ میں نہایت ہی مؤدب، امیروں سے بھی پرخلوص راہ ورسم اور غرباء ومساکین کے سروں پر بھی دست شفقت، اپنے چاہنے والوں کے لیے دعائے خیر اور مخالفین کے لیے بھی دعائے اصلاح، نہ کسی کی بے جا مخالفت اور نہ ہی اپنی ذات کے لیے کسی سے بدلہ، وہ ایک دیوانہ تھے، جو اپنے آقائے نعمت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات عام کی کرنے کی فکر میں ہمہ وقت مصروف رہتے۔ کوئی شک نہیں کہ ہم سے ایک ہمہ جہت شخصیت'' رخصت ہو گئی ہے، بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ موصوف کے وصال سے صرف ان کے خانوادے کے افراد ہی نہیں، بلکہ دنیائے اہل سنت خلا محسوس کر رہی ہے۔ اللہ رب العزت اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے ان کی قبر پر انوار وتجلیات کی بارش کرے اور پس ماندگان، خصوصیت کے ساتھ ان کے صاحبزادہ حضرت مولانا شاہ عبدالحق قادری کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

غلام زرقانی قادری

حضرت علامہ محمد ظہیر عالم قادری چشتی مراد آباد

۶/ اکتوبر ۲۰۱۶ء بروز جمعرات حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری کی موت صرف پاکستان والوں کے لیے غم واندوہ لے کر نہیں آیا بلکہ پوری دنیا کے لیے غم میں ڈوبی ہوئی ایک ایسی خبر تھی جس کی بھرپائی قیامت تک نہیں ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ایک عالم کی موت عالم کی موت ہے۔ علامہ کی زندگی کو تاریخ کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتی ہے کیونکہ ان کے ہر قدم خلوص وللّٰہیت سے لبریز رضائے الٰہی کے لیے اٹھتے تھے۔ ان کے قول وعمل میں صدیق کی صداقت، عمر کی عدالت، عثمان کی سخاوت اور علی کی شجاعت نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گستاخ رسول سے کبھی بھی کسی معاملے میں سمجھوتہ نہیں کیا ہے۔

حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

مرکزی خانقاہ تحریک راہ سلوک کے اعلی حضرت ہال میں الجامعۃ المکیہ کے تمام اساتذہ کرام اور طلبا کو حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کے کارناموں اوران کے مشن سے آگاہ کیا گیا۔مجلس کا اختتام علامہ مرحوم کے ایصال وثواب پر ہوا۔اللہ تعالی سے دعا ہے کہ علامہ مرحوم کو جنت میں اعلی مقام عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

فقیر محمد ظہیر عالم قادری چشتی: بانی تحریک راہ سلوک، چاند پور، مرادآباد، یوپی

علامہ محمد بابر رحمانی قادری کیرلٹن امریکہ

آج اس عظیم ہستی کے وصال پر تمام عالم اسلام بالخصوص اہل سنت انتہائی غمگین اور افسردہ ہے جن کو پیر طریقت رہبر شریعت شہنشاہ خطابت حضور سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔دل ابھی تک اس حقیقت کو قبول کرنے کو تیار نہیں کہ سید قبلہ شاہ تراب الحق قادری وصال پاگئے ہیں۔قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی ملاقات غالباً 15 سال کی عمر میں ہوئی۔آج اس کو تقریباً 25 سال سے زائد کا عرصہ ہوگیا ہے۔قبلہ شاہ صاحب کی شفقتوں، صحبتوں اور عنایتوں کے 25 سال میرے لیے عظیم سرمایہ دنیاوآخرت ہیں۔آپ کی تقاریر بچپن سے ہی سننے کا بہت قریب سے موقع ملا۔آپ شہنشاہ خطابت۔مناظر بے مثال اور عقیدہ اہل سنت کے عظیم محافظ ونگہبان تھے۔بلاشبہ آپ کی تقاریر ومناظرہ سے سینکڑوں، ہزاروں افراد کے عقائد ونظریات کی تصحیح ہوئی اور وہ مسلک حق اہل سنت و جماعت سے وابستہ ہوئے۔میرے دوسرا دور زمانہ طالب علمی کا ہے جب فقیر کو اہل سنت و جماعت کی عظیم درسگاہ دارالعلوم امجدیہ کراچی پاکستان میں زانوے تلمذ تہہ کرنے کا موقع ملا۔فقیر 1995 میں دورِ حدیث مکمل کر کے درسِ نظامی کی سند لے کر فارغ ہوا۔دارالعلوم امجدیہ میں ہر سال 25 صفر، عرس اعلیٰ حضرت پر دستار فضیلت عطا کی جاتی ہے۔جہاں اساتذہ کرام میں مفتی اعظم پاکستان مفتی وقارالدین علیہ الرحمہ، مفتی ظفر علی نعمانی صاحب، علامہ افتخار احمد قادری وعلامہ مختار احمد قادری کی شفقتیں ومحبتیں ساتھ رہیں وہیں قبلہ شاہ صاحب سے روزانہ کی بنیاد پر خصوصاً تقاریر کی تربیت بھی میرا سرمایہ دنیاوآخرت بنیں۔

پھر تیسرا دور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے وابستگی کا سرزمین امریکہ ہے۔جہاں قبلہ شاہ صاحب سے 1998 سے 2013 تک تقریباً 16 سال کا عرصہ آپ کی امریکہ بھر میں تقاریر کا ہے۔جس میں آپ نے بے شمار مساجد واداروں کی بنیاد رکھی اور سرپرستی فرماتے رہے۔قبلہ شاہ صاحب رحمت اللہ علیہ اسلاف کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔آپ انتہائی شفیق، ملنسار، کریم اور معاملات کو سمجھنے کا انتہائی کامل ملکہ رکھتے تھے۔آپ نے اپنے پیچھے بیشمار ادارے، تصانیف، تقاریر، مریدین کی جماعت چھوڑی ہے۔جو صبح قیامت تک آپ کے عظیم روحانی واصلاحی مشن کو جاری رکھے گی۔اللہ سبحانہٗ تعالیٰ آپ علیہ الرحمۃ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔

الفقیر۔محمد بابر رحمانی القادری: مدینہ مسجد، کرولٹن، ڈلاس، یوایس اے

حضرت مولانا محمد نظام الدین مصباحی انگلینڈ

فانی دنیا سے جانے والے مختلف انداز ہوتے ہیں۔ کوئی جاتا ہے تو اس کے پیچھے ایک گھر ایک خاندان افسوس اور اظہار غم کرتا ہے، مگر کچھ جانے والے ایسے ہوتے ہیں جن کا جانا پوری قوم وملت کے لیے باعث غم وافسوس ہوتا ہے۔ انہیں میں قائد ملت ناشر مسلک رضا محافظ فکر رضا معتمد حضور تاج الشریعہ وحضور محدث کبیر مدظلہا حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق علیہ الرحمۃ کی رحلت بھی ہے۔ جیسے ہی اکناف عالم آپ کے وصال کی خبر عام ہوئی تعزیتوں اور اظہار غم وافسوس کا ایک سلسلہ چل پڑا اور تا حال محافل ومضامین کی شکل میں جاری ہے۔ اس کی ایک کڑی بلیک برن کی سرزمین پر حضرت مولٰینا شفیع صاحب کے گھر پر منعقد ہوئی جس میں متعدد علماء وحفاظ نے شرکت کی اور قرآن خوانی ونعت خوانی کا اہتمام ہوا، نیز علما نے مشترکہ طور پر یہی کہا کہ ایک سنیوں کا مرد مجاہد نیز مسلک رضا کا سچا ترجمان چلا گیا۔ اخیر میں حضرت علیہ الرحمۃ کے ترقی درجات کے لیے دعا ہوئی۔ جس میں حضرت مولانا حنیف رضوی، مولٰینا اقبال مصباحی مولانا محسن، مولٰینا خیر الدین، مولٰینا فاروق اشرفی، حافظ الیاس، وطاہر اشرف، قاری محبوب رضوی، الحاج قاضی مشتاق رضوی شریک تھے۔

فقیر محمد نظام الدین مصباحی

حضرت علامہ شمس الحق قادری مصباحی نیوکاسل، ساؤتھ افریقہ

4 محرم الحرام 1438ھ۔ 6 اکتوبر 2016 بروز جمعرات امیر جماعت اہل سنت پاکستان، مجاہد دوراں مرد مومن، مرد حق، پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند کے انتقال پر ملال کی خبر نے پورے عالم اسلام کو سوگوار کر دیا آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور دل رنج وغم سے دوچار ہوگئے- انا للہ وانا الیہ راجعون تغمد اللہ الفقید بواسع رحمته ورفع درجاته فی جَنّاتِ النّعِیمِ وألهم ذویه واتباعه الصبر والسلوان وأن یخلف علیهم بالخلف الصالح- آمِیْن یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ-

جامعہ امام احمد رضا احسن البرکات نیوکاسل کے جملہ اساتذہ اور طلبہ حضرت کی بلندی درجات کے لیے دعا گو ہیں اور پسماندگان کے شریک غم۔ حضرت موصوف نوّر اللہ مرقدہ نے 2014 میں جامعہ کے جلسہ دستار بندی کے دوروزہ پروگرام میں اپنی خدمت بابرکت کا موقع عنایت فرمایا اور پھر ہمیشہ اپنی محبتوں سے نوازتے رہے۔ فالحمد للہ علی ذلك

آپ ایک بے داغ رہنما، ممتاز عالم دین، قادر الکلام مقرر، ساحر البیان خطیب، کہنہ مشق مدرس، صاحب اسلوب مصنف، گہری سوجھ بوجھ کے مالک، پختہ رائے کے حامل، وسیع المطالعہ اور بالغ نظر مفتی، علمائے اہل سنت اور اکابرین جماعت کے محبوب ومعتمد، مسلک اعلی حضرت کے سچے، بیباک اور بلند آہنگ ترجمان وبیان اور ایک نہایت وضع دار، متقی وپرہیز گار مصلح ومرشد طریقت کے

طور پر پوری دنیا میں مشہور ومعروف تھے۔

تاریخ میں ایسی کم شخصیات گذری ہیں جنھوں نے بیک وقت ملکی سیاست کے ساتھ ساتھ اصلاح باطن کا میدان بھی بخوبی سر کیا ہو۔عوامی اور سماجی زندگی کی بے تحاشا مصروفیات کے باوصف علمی اشغال اور تزکیہ نفس پر بھی بھر پور توجہ مرکوز رکھی ہو۔اپنی سیاسی زندگی میں حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے پارلیمنٹ کی سطح سے ہمیشہ شرعی اور دینی مسائل کے حل کی کوشش فرمائی اور مسلمانوں کے عالمی مسائل کو بھی اعلیٰ حکام اور ارباب اقتدار تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ان کی پوری زندگی اخلاص و للّٰہیت،فکرامت اور عوامی خدمت میں جہد مسلسل کی آئینہ دار تھی۔ان کی مجاہدانہ للکار سے باطل سہارہتا تھا اور اپنے تازہ دم ہوجایا کرتے تھے۔علماو معاصرین اور اپنے طلبہ و مریدین کے لیے آپ پوری زندگی جدو جہد اور عمل پیہم کی علامت بنے رہے۔ایمانی فراست، دینی حمیت، سیاسی بصیرت، اورزبردست قومی، ملی اور سماجی خدمت و قیادت کا اعلی شعور آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔بیدار مغزی، اولوالعزمی، ارادہ کی مضبوطی،تصلب فی الدین اور مسلک پر یقین، حالات سے باخبری اور قوم وملت کی بروقت صحیح نباضی اور بے لوث رہنمائی نے ان کی شخصیت کو بڑا پر اعتماد مقتدا اور ذی وقار امام بنا دیا تھا۔اکابرین کی تعظیم، اصاغر نوازی، احباب کی عزت، تحمل و برداشت، وسعت ظرف، کثرت عمل اور جرأت و بے باکی ان کی شناخت تھی۔

کیا لوگ تھے جو راہِ وفا سے گذر گئے
جی چاہتا ہے نقشِ قدم چومتے چلیں

آپ کے انتقال پرملال سے صرف ملک پاکستان ہی نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ ایک عظیم علمی، روحانی، سیاسی، ملی اور سماجی قائد اور عبقری شخصیت سے محروم ہوگئی۔یقینا آپ کی رحلت موت العالم موت العالم کی صحیح مصداق ہے جس سے جماعت اہل سنت کے ایک عہد زریں کا خاتمہ ہوگیا۔

فعَسَى رَبُّنَا أَنْ يُبْدِلَنَا خَيْرًا مِنْهُ إِنَّا إِلَى رَبِّنَا رَاغِبُونَ اللهم أجرنا في مصيبتنا وأخلف لنا خيرا منها آمِين يارَبَّ الْعَالَمِينَ

فقیر شمس الحق قادری مصباحی: خادم التدریس والافتا جامعہ امام احمد رضا احسن البرکات نیو کاسل، ساؤتھ افریقہ

مولانا غلام مصطفی رضوی مالیگاؤں

جو آفتاب ۱۹۴۶ء میں دکن ہند میں طلوع ہوا تھا وہ ۶؍ اکتوبر کو عروس البلاد کراچی میں غروب ہوگیا۔یہ روح فرسا اطلاع سوہانِ روح بنی کہ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحلت فرما گئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔قبلہ شاہ صاحب کی ذات بڑی ہمہ جہت، ہمہ وصف اور گوناگوں خوبیوں کی حامل تھی۔آپ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، ایک تحریک تھے، ایک تنظیم تھے، پوری بزم تھے، جن کا چلا جانا بزم کا سونی ہوجانا ہے، جن کی رحلت لاکھوں دلوں کو تڑپا گئی۔رہتے تھے کراچی میں لیکن دُنیائے سنیت کے دلوں میں

دھڑکتے تھے۔ دوری وقرب سے ان کی ذات وراتھی۔ رب نے ان کے فیضان سے دورونزدیک کو سیراب کیا۔ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ ہند کی زمیں سے اُٹھے اور عالم پر چھا گئے۔ ۱۹۵۱ء میں ہجرت کر کے ہند سے سندھ جا پہنچے، کراچی جا بسے۔ سیادت کا جمال تھا ہی، علم وفضل کے کمال نے چمکا دیا۔ روحانی تشنگی بریلی شریف میں بجھی۔ حضور مفتی اعظم کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے۔ خلافت سے بھی نوازے گئے۔ کئی چشموں سے سیرابی کی۔ لاکھوں تشنہ کاموں کی پیاس بجھائی۔ سلسلۂ قادریہ رضویہ کے عظیم شیخ تھے۔ ارادت مندوں کا حلقہ کئی ملکوں میں پھیلا ہوا ہے۔ جن میں علما ومدبر بھی ہیں، دانش ور اور اہلِ قلم بھی اور سر کردہ شخصیات و صاحبِ فکر وفن بھی۔ قبلہ شاہ صاحب کو رب قدیر نے حکمت وتدبر اور دانش وتدبیر سے نوازا تھا۔ آپ کے دم قدم سے کئی شعبوں میں خدمتِ دینِ متین کا سلسلہ وسیع ہوا۔ گستاخانِ بارگاہِ رسالت کے مقابل آپ نے کئی تحریکوں کو دوام بخشا۔ مختلف محاذوں پر علم و حکمت کے ساتھ ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لیے خدمات پیش کیں۔ قادیانی واس نوع کے دیگر گستاخوں کی سازشوں کا دنداں شکن جواب دیا۔ آپ کے ایستادہ خطوط پر کثیر تنظیمیں فعال ہیں اور مختلف شعبوں میں خدمات کا سلسلہ جاری ہے۔

قادرِ مطلق نے خطابت کے جوہر سے نوازا تھا۔ اچھوتا انداز۔ راقم جیسے لاکھوں نوجوان آپ کے اسلوبِ خطابت کے باعث متاثر ہوئے۔ بلاشبہہ ہزاروں عنوانات پر آپ نے خطبے ارشاد فرمائے۔ موضوع کا حق ادا کر دیا۔ سلاستِ زبان وبیان، نکھرا انداز، صاف وشستہ لہجہ، غیر ضروری الفاظ سے اجتناب، صرف کام کی باتیں، استدلال کی زبردست قوت۔ کتاب وسنت سے جب دلائل پیش کرتے تو زورِ بیاں دیدنی وشنیدنی ہوتا۔ سادگی ومتانت لفظ لفظ سے ٹپکتی۔ سمجھانے کا انداز اِس قدر عام فہم کہ کم علم بھی مفہوم تک رسائی حاصل کر لیتا۔ اسی لیے انٹرنیٹ پر بھی آپ کی خطابت کی مقبولیت ہے۔ رہتے کراچی میں تھے لیکن فیضانِ علمی سے ہند کیا افریقہ وامریکہ، یورپ وعرب سبھی مستنیر ہوئے۔ ایک درجن سے زائد کتابیں یادگار ہیں جن میں علم ووسعت مطالعہ کی جھلک محسوس کی جا سکتی ہے۔ تصنیف وتالیف کا نکھرا ذوق آپ کے اخلاصِ عمل پر دال ہے۔ تحریر میں تاثیر ہے۔ فکر کا جوہرِ تاباں سطر سطر سے ظاہر ہے۔ ہند وپاک سے آپ کی تصانیف کے بہ کثرت ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ چند تصانیف کے نام اس طرح ہیں:

۱- ضیاء الحدیث ۲- جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۳- تصوف وطریقت ۴- دعوت وتنظیم ۵- فلاحِ دارین ۶- خواتین ودینی مسائل ۷- کتاب الصلوٰۃ ۸- مسنون دُعائیں ۹- تفسیر سورۂ فاتحہ

۱۰- اسلامی عقائد ۱۱- حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بچوں سے محبت ۱۲- مبارک راتیں ۱۳- ثنائے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسلکِ اسلاف پر سختی سے کاربند تھے۔ دین کے معاملے میں کبھی مداہنت نہیں کی۔ احقاقِ حق وابطالِ باطل میں نمایاں کردار ادا کیا۔ بلا خوفِ لومۃِ لائم مسلکِ حق کا تحفظ کیا اور ہر سازش کا مناسب وبروقت علمی جواب دے کر گلشنِ اسلام کی حفاظت کی۔ مسلکِ رضا کے مخلص داعی تھے؛ شریعت کی حفاظت کو ہمیشہ مقدم رکھا۔ ایسے دور میں جب کہ شرعی قدروں کی پامالی عام ہے حفاظتِ شریعت کے لیے مسلسل کوشاں رہے اور اپنی تقویٰ شعار زندگی سے اسلامی احکام پر عمل کا نمونہ پیش کرتے رہے۔

صلہ وستائش سے بے پروا ہو کر رضائے الٰہی کی خاطر دین وسنیت کی اشاعت کی۔ اخلاصِ عمل کے جوہر سے آراستہ تھے۔ یہی

وجہ ہے کہ فراعنۂ عصر آپ کو لرزا براندام نہ کر سکے۔ اربابِ سیاست آپ کے ضمیر کا سودا نہ کر سکے۔ ہر محاذ پر باطل نامُراد ہوا۔ جیت ہمیشہ حق کی ہوئی۔ مردِ مومن وامام دوراں تھے جن کی بے باکی نے ایوانِ اقتدار کو بھی ہلا کر رکھ دیا۔ اپنی درویشی میں مقامِ رفیع کو آپ نے مستور رکھا۔ صاحبِ دل تھے، روحانی اعتبار سے مقامِ بلند پر فائز تھے۔ مخدوم تھے لیکن خادمانہ حیات پیش کی، با کمال تھے لیکن خاکساری اختیار کی، صاحبِ دل تھے لیکن فقر میں اسے چھپائے رکھا، صبر اختیار کیا، ایامِ رُخصت میں بھی فرائض وواجبات کو مقدم رکھا۔ آپ نے اپنی عملی زندگی سے اسلافِ کرام کی مبارک زندگیوں کی یاد تازہ کر دی۔ فکرِ رضا، تحقیقاتِ رضا، تصانیفِ رضا، کلامِ رضا، سلسلۂ رضا کی نشر واشاعت میں مثالی کردار پیش کیا۔ اعلیٰ حضرت سے بے پناہ عقیدت تھی۔ یہی سبب ہے کہ نگارشاتِ رضا کی اشاعت میں بھی حصہ لیتے رہے۔ نسبتوں کا احترام کرتے تھے۔ احکامِ شرع میں بریلی شریف کے محتاط فتوؤں پر عمل کرتے۔ مسلکِ عشق وعرفان کے کامیاب مبلغ تھے۔ سچے عاشقِ رسول تھے۔ سفیرِ مسلکِ رضا تھے۔ حضور تاج الشریعہ سے خاص عقیدت رکھتے تھے۔ جمیع اکابرِ اہلِ سنّت کا احترام فرماتے، سبھی سلاسلِ حقہ کی توقیر فرماتے۔ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری نے اپنے کام کی جولان گاہ بنجر زمینوں کو بنائی۔ کامیابی کے ساتھ انھیں گل زار فرمایا۔ مسلکِ اسلاف کی ترجمانی کی، فکر رضا کی نمائندگی کی، حق کی ترسیل کی، کئی میادین کو اپنی خدمات سے سیراب کیا۔ داعیانہ فہم وفراست کے ساتھ اشاعتِ اسلام کی، مسندِ تدریس سے طلبہ میں علم وعرفان کے جوہر تقسیم کیے، تزکیہ وسلوک کے مسافروں کو منزلِ مقصود تک پہنچایا، قادریت کے جام لُٹائے، رضویت کے روحانی دھارے سے پیاسوں کو سیراب کیا، اُمورِ شرع میں رہبری کی، طریقت کی وادیوں کو سیراب کیا، بے شرع صوفیا کی شناعت سے باخبر کیا، بدعات ومنکرات سے خلقِ کثیر کو بچایا۔ بیک وقت کئی خوبیوں کے مالک تھے، کئی چشموں سے سیراب تھے، کئی بزرگوں کے فیض یافتہ تھے، کئی نسبتوں کے حامل تھے۔ اللہ کریم ان کی تربت پر رحمت وانوار کی موسلا دھار برکھا برسائے اور ان کے مشن کو آگے بڑھانے کا جذبۂ جنوں خیز اور عزم تازہ عطا کرے۔ آمین۔

غلام مصطفی رضوی

مولانا حافظ غلام سبحانی رشیدی آرلنگٹن امریکہ

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کی رحلت یقیناً دنیائے سنیت میں بہت بڑا خلا ہے۔ مجھے شاہ صاحب علیہ الرحمہ سے شرف ملاقات کا شوق اس وقت سے تھا جب پہلی بار 1998ء میں قیام افریقہ کے دوران آڈیو فقہی مسائل پر بیان سنا تھا، لیکن میری پہلی ملاقات 2001ء میں عظیم الشان میلاد النبی کانفرنس ڈیلس میں ہوئی جس میں حضور تاج الشریعہ، حضور محدث کبیر دامت برکاتہم العالیہ بھی شریک تھے۔ اسی موقع پر ضیاء القران سینٹر کا افتتاحی پروگرام انھیں بزرگوں کے قدوم میمنت سے ہوا، حضرت شاہ صاحب جب بھی ڈیلس تشریف لاتے ضیاء القران میں خطاب فرماتے اپنے مفید مشوروں سے نوازتے۔ خطاب کا انداز بہت ہی سادہ اور دلچسپ ہوتا، گویا آپ کی شخصیت بیک وقت فکر وتدبر، افتا وقضا، خطابت وصحافت،

تصنیف وتالیف، تنظیم وتعلیم ہرمحاذ پر باوقار اور پُرعزم نظر آتی، خداداد قائدانہ صلاحیت بارعب انداز بیان، اہل سنت وجماعت کے معمولات کا دفاع، اس پر مخالفین کے اعتراضات کا جواب ان کی تحریر وتقریر سے عیاں ہے، خوش مزاج ایسے کہ ہرخاص وعام متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، مسلک اعلی حضرت کے سچے داعی، بدلتے حالات میں بھی اپنے اسلاف سے سر مو انحراف نہ فرماتے۔ آپ کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہوجاتی، آپ کی رحلت موت العالِم موت العالَم کی مصداق ہے۔ رب قدیر اپنے حبیب علیہ الصلاۃ والتسلیم کے صدقہ ان کا نعم البدل عطا فرمائے، اوران کے پس ماندگان مریدین متوسلین بالخصوص علامہ عبدالحق اوران کے برادران کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

ماہنامہ پیغام شریعت دہلی کی پوری ٹیم حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کے حوالہ سے تاثرات پیش کرنے کی پہل پر ہدیۂ تبریک کی مستحق ہے۔

غلام سبحانی رشیدی: ادم ضیاء القرآن مسجد آرلنگٹن ٹیکساس امریکہ

حضرت مولانا عبدالرب صاحب نوری ہیوسٹن امریکہ

آہ! امیر اہل سنت

حدود عشق کی منزل خدا جانے کہاں تک ہے
وہیں تک دیکھ سکتا ہے، نظر جس کی جہاں تک ہے

۴؍محرم الحرام ۱۴۳۸ھ مطابق ٦؍اکتوبر ۲۰۱٦ء بروز پنجشنبہ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری اس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف رحلت فرما گئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

وصال پُرملال کی خبر بجلی کی طرح ملک وبیرونِ ملک پھیل گئی۔ ملک کے گوشے گوشے سے اہلِ عقیدت کے قافلے کرچی کی طرف رواں دواں ہوگئے۔ کم وبیش پانچ لاکھ کا جم غفیر جنازہ میں تھا جو موجودہ تاریخ کا سب سے بڑا مجمع تھا۔ ایسا کیوں نہ ہو جب کہ اہل علم میں ان کی شخصیت کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور سب سے اہم بات یہ تھی کہ عالمی سطح اور ملکی سطح پر بھی ہر خاص وعام ان کے علم وتقوی اور کرداو اخلاق میں رطب اللسان نظر آتا تھا۔ اللہ اللہ! حضرت شاہ صاحب کا کیا ذوق عبادت وریاضت تھا۔ اس شان کے عابد وزاہد اس عہد بلاخیز میں نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہیں۔ حضرت موصوف کے اطاعت الٰہی کا جذبہ بیکراں صرف خانہ خدا تک نہ تھا بلکہ معمولات حیات حتی کہ حالت علالت میں بھی آپ انتہائی مرتاض اور پابند شریعت تھے۔ حضرت کی ذات ایک ایسی عبقری اور نادر روز گار شخصیت تھی جنھوں نے ملک وبیرون ملک (سعودیہ، امریکہ، یورپ، امریکہ وغیرہ) مختلف ممالک میں رشد وہدایت، دعوت وتبلیغ اور اصلاح امت کا فریضہ کچھ اس انجام دیا کہ جس سے مردان حق اور مصلحین عظام کی یاد تازہ ہوجاتی جن کا لمحہ لمحہ اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی انجام دیہی میں گزرتا۔

حضرت امیر اہل سنت ذہانت وحاضر جوابی میں یگانہ روزگار تھے۔ بڑے سے بڑا پیچیدہ مسئلہ ہو سوال سنتے ہی جواب تیار۔ کسی بھی طرح کے علمی و عملی اشکالات ان کے سامنے پیش کئے جاتے فوراً حل فرماتے۔ اور اپنے افادات و ہدایات سے نواز کر سب کو مطمئن کر دیتے۔ ہر ایک کی مخلصانہ اصلاح فرماتے خواہ اپنا ہو یا غیر، ہم عقیدہ ہو یا بدعقیدہ۔ آپ اپنی سیفِ زبان سے کسی پروار نہیں کرتے، بلکہ ہمیشہ آپ کی آواز کا زیر و بم برادران ملت اسلامیہ پر ابرنیساں بن کر برستا ہاں مگر وہ لوگ جو توہینِ رسالت کے مُرتکب ہوتے ان پر برق خاطف بن کر گرتے۔ آپ نباض تھے احقاقِ حق ابطالِ باطل آپ کا خاصہ تھا سب سے اہم یہ کہ آپ ناشر مسلک اعلیٰ حضرت تھے۔ آج آپ کروڑوں دلوں کی دھڑکنوں کے ساتھ وابستہ ہیں ہزاروں محفلوں میں آپ کے سوزِ تنفس سے اجالا ہے۔ عوام وخواص میں آپ کی مقبولیت وشہرت یکساں ہے۔

ناچیز سب سے پہلے ان کے جانشین حضرت علامہ سید شاہ عبدالحق صاحب قادری اور خانوادہ کی خدمت میں تعزیت پیش کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ مولا قدیر ان کے فیضان علمی وروحانی کو ہم سب پر جاری وساری رکھے۔ آمین

وقف تھی زندگی جس کی حق کے لیے
اُس مجاہد کی عظمت پہ لاکھوں سلام

خادم عبدالرب نوری: آدم مسجد۔ شوگر لینڈ (ہیوسٹن) ٹیکساس۔ امریکہ

مولانا طارق انور مصباحی کرالا

پاکستان میں اہل سنت وجماعت کے مشہور زمانہ مذہبی قائد پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق علیہ الرحمۃ والرضوان کا بروز جمعرات بوقت صبح ۶/ اکتوبر ۲۰۱۶ء مطابق ۴/ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ کو کراچی میں کو وصال ہو گیا۔ علامہ موصوف حضور مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ماہنامہ پیغام شریعت کے ذریعہ موصوف کا تعارفی خاکہ قوم کے سامنے پیش کرنے کی کوشش ہوگی۔ علامہ موصوف کی وفات اسلامی دنیا کے لیے ایک عظیم خسارہ ہے، ایسی ہستیاں ڈھونڈھنے سے بھی نہیں ملا کرتیں۔ ماہنامہ پیغام شریعت کی مجلس ادارت، مجلس مشاورت، مجلس انتظامیہ و دیگر تمام منسلکین آپ کی وفات پر گہرے غم وافسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ رب تعالیٰ موصوف کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم تمام کو ان کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین

جامعہ حضرت بلال ٹیانری روڈ بنگلور، آل کرناٹکا سنی علماء بورڈ (کرناٹک)، سنی علما کونسل (بنگلور)، امام احمد رضا مومنٹ (بنگلور) رضا فاؤنڈیشن (بنگلور) آل کرناٹکا میلاد کمیٹی (بنگلور) اور ریاست کرناٹک کی دیگر تمام سنی تنظیموں اور تحریکوں کے ارکان وممبران بھی موصوف کی وفات پر غم وافسوس کا اظہار کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں موصوف کا بدل عطا فرمائے۔ آمین

طارق انور مصباحی

مولانا ازہار احمد امجدی ازہری بستی

حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق علیہ الرحمہ والرضوان کی شخصیت تنہا ایک انجمن کی حیثیت رکھتی ہے۔آپ کے اندر جو خوبیاں موجود تھیں وہ آج کل کے علما میں نادر بلکہ اگر یہ کہ دیا جائے کہ مفقود ہیں تو بے جانہ ہوگا۔آپ نے اپنی خداداد صلاحیت کو بڑی عمدگی سے بروے کار لاکر وہ دینی وسماجی خدمات انجام دیں جن کا اعداد وشمار مشکل ہے۔آپ نے ملک وبیرون ملک کے افراد کی ہدایت وسلامتی کے لئے علمی، سماجی، سیاسی، تحریکی اور تبلیغی میدان وغیرہ میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جن کے اثرات ونتائج بفضلہ تعالی بڑے پختہ اور مضبوط ہوکر سامنے آئے، تبلیغ کے متعلق آپ کا یہ قول جہاں آب زر سے لکھنے کے قابل ہے وہیں عام علما کے لئے قابل اتباع وقابل عبرت بھی ہے، آپ فرماتے ہیں: تبلیغ کے اثرات اس وقت مرتب ہوتے ہیں جب عالم دین یا مذہبی اسکالر عوام میں رہ کر عوام کے مسائل کو حل کرے۔اگر کوئی عالم دین امریکہ جاکر اچھے ہوٹل میں بیٹھ جائے، تقریر کرنے آئے، تقریر کر کے دوبارہ ہوٹل میں چلا جائے، رات کو سوتا رہے، اس سے تبلیغ کے اثرات مرتب نہیں ہوتے'' سید شاہ علیہ الرحمہ نے اگر چہ یہ گفتگو خاص امریکہ کے متعلق کی ہے مگر یہ طریقہ کار عام مفاد کے لیے عام ممالک کو شامل ہے۔آپ نے اپنی اس فکر سدید کو بروے کار لاکر عوام کے ساتھ بیٹھ کر ان کی اصلاح کرنے کی حتی المقدور کوشش کی، آپ کی گونہ گوں خدمات ہیں جن کا یہاں احاطہ ممکن نہیں! اللہ رب العزت آپ کو جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب عطا فرمائے، اور اہل خانہ، محبین، متوسلین کو صبر جمیل عطا کرے، ہم کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق بخشے، اور ہم اہل سنت وجماعت کو آپ کے نعم البدل سے نوازے، آمین ثم آمین۔

ازھار احمد امجدی ازھری: استاذ ومفتی: مرکز تربیت افتا اوجھا گنج، بستی، یوپی، انڈیا

مفتی محمد کہف الوری مصباحی ناگ پور

نقیب اہل سنت پاسبان مسلک اعلی حضرت خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق علیہ الرحمہ 4 محرم الحرام 1438ھ کو انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون-موصوف نے اپنی تحریر تقریر اور مکالموں کے ذریعہ مسلک حق و صداقت مسلک اہلسنت جماعت مسلک اعلی حضرت کی نشر واشاعت میں اپنی پوری حیات مستعار صرف فرما دی-مولی تعالی ان کی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے-ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہم سب کو ان کے نقوش فکر وعمل پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے-آمین

محمد کہف الوری مصباحی رمحمد نعمت اللہ برکاتی رنعیم الاسلام قادری
جامعہ مصطفویہ، رضا دار الیتمی تاج نگر ٹیکہ ناگ پور، مہاراشٹر، انڈیا

منظوم خراج عقیدت

آہ! ایک اور مرد مجاہد چلا گیا....

افتخار اہل حق، ترجمان سُنّیت، مرجع العلماء، افضل الفضلاء، عاشق شاہِ زمن، نازش اہل سنن، مجاہد اسلام، سربراہ اہل وفا، پیر طریقت، رہبر شریعت، مرد مومن، مرد حق حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند) کی بارگاہ میں خراج عقیدت۔

از علامہ محمد سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی بارہ بنکوی مقیم حال مسقط عمان

ذی قدر تراب الحق، ذی جاہ تراب الحق	اسرار شریعت کے، آگاہ تراب الحق
دکھلائے زمانے کو افکار کے وہ جوہر	حیرت سے پکار اُٹّھے، سب واہ تراب الحق
کیا سوز بلالی تھا کیا جذبِ اویسی تھا	تو عاشق صادق تھا، واللہ تراب الحق
کردار کے جلوؤں میں کھویا تھا جہاں سارا	افسوس ہوئے رخصت، ناگاہ تراب الحق
سکتے میں زمانہ ہے، رحلت کی خبر سن کر	غمگیں ہیں اہل حق، سب آہ! تراب الحق
تو فکرِ رضا کا اک، بے باک مجاہد تھا	فرقت ہے تری ہم کو، جانکاہ تراب الحق
ہر دشمن ایماں پر، غالب تھی تری جرأت	ناکام رہے سارے، بدخواہ، تراب الحق
مسلک کی حفاظت سے، پیچھے نہ ہٹے تا عمر	تجھ پر نہ چلا جبر و اکراہ تراب الحق
بڑھ چڑھ کے سدا تو نے ملت کی حمایت کی	کس درجہ تھی ملت کی پرواہ تراب الحق
مدھم نہ کبھی ہوں گے جلوے تیری حکمت کے	تو نیر ملت ہے اے شاہ تراب الحق
چھوڑیں گے نہ ہرگز ہم دستور عمل تیرا	تا حشر رہے گا تو ہم راہ تراب الحق
ذرے تیری چوکھٹ کے ہم دوش ثریا ہیں	تو عشق رسالت کا اک ماہ تراب الحق
تا حشر رہے تیرے مرقد پہ گہر باری	اعزاز تجھے بخشے اللہ تراب الحق
کردار حسینی کے بنتے ہیں جہاں انجم	انوار کا مرکز ہے درگاہ تراب الحق
ہاتھوں میں ہے جن کے بھی اے شاہ تیرا دامن	وہ لوگ نہیں ہوں گے گمراہ تراب الحق

اعزاز و شرف تیرا کیا مجھ سے بیاں ہوگا
ہے فکر فریدی تو کوتاہ تراب الحق

مولانا محمد کہف الوریٰ مصباحی ناگ پور

ماھنامہ پیغام شریعت بابت ماہ اکتوبر ۲۰۱۶ء کے کالم خضر راہ کے تحت ''طلبہ کے اندر دینی تعلیم کے حوالے سے تساہلی اور نظم وضبط کی کمی کے اسباب وعلل اوران کا حل'' کے نام سے ایک اہم مباحثہ باصرہ نواز ہوا جس میں تقریباً سبھی اہل رائے کے مابین یہ نظریہ گردش کررہا ہے کہ موجودہ نصاب تعلیم میں تبدیلی لانی چاہیے اور طلبہ کے اندر دینی علوم سے متعلق پائی جانے والی تساہلی کے ذمہ دار اساتذہ واراکین بھی ہیں۔ اپنی عمر کا ایک وافر حصہ اس تجرباتی دنیا میں صرف کرنے والے ایک ماہر علوم وفنون استاذ گرامی قدر حضرت علامہ مولانا عبدالرحمن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے طالبان علوم نبویہ کے اندر پائی جانے والی تساہلی کی آٹھ وجہیں ذکر کی ہیں انہیں شمار کراتے ہوئے وہ رقم طراز ہیں: ''پانچویں وجہ درسی کتابوں کا قدیم اسلوب بیان، متن، شرح، حاشیہ درحاشیہ کی پیچیدگی، چھٹی وجہ مدارس کا فرسودہ نظام، ساتویں وجہ تربیتی نظام کا فقدان، آٹھویں وجہ مدارس کے تعلیمی معیار کی حد درجہ پستی اور بدلتے ہوئے زمانے کی عدم رعایت۔

واقعی یہ ایک کڑوی حقیقت ہے کہ آج اہل ثروت کا ایک بڑا طبقہ بلکہ اب تو بلاتفریق غربت وثروت مسلمانوں کی اکثریت علوم اسلامیہ کو چھوڑ کر اسکولوں اور کالجوں کو جو ترجیح دے رہی ہے اس کی وجہ ان کے اپنے نظریات کے علاوہ مذکورہ اسباب بھی ہیں، ورنہ تجربہ کی دنیا میں یہ مشاہدہ کیا جاسکتا ہے کہ ایک مسلمان غربت کا مارا ہوا یا دولت وثروت والا ہو ہر ایک کے گوشۂ خیال میں کہیں نہ کہیں دین مصطفوی کی تعلیم سے آشنا ہونے کی چنگاری ضرور سلگی ہوئی ہے، جسے شعلہ جوالہ بنانا ماہرین علوم وفنون کی وقت و منصبی ذمہ داری ہے۔

دیکھیے! ایک شعبدہ باز اوقات واشخاص کے لحاظ سے اپنے حرکات وسکنات کو خوب پُرفریب، دلکش، جاذب نظر اور پُرلطف بنا کر اسی لیے پیش کرتا ہے تاکہ وہ لوگوں کی توجہ کا مرکز بن جائے اور انجام کار اسے اس کا مقصد حاصل ہوجائے۔ طلبہ کو سلف صالحین کے طریقۂ تعلیم وتعلم پر گامزن کرنے کے لیے یہ تحریر بھی قابل دید ہے۔ لکھتے ہیں: ''جب تک دین علوم کا اطمینان بخش حصہ انہیں حاصل نہ ہوجائے اور وہ پورے طور سے علم پر عامل نہ ہوجائیں، اس وقت تک انہیں درس وتدریس وعظ وخطابت اور دعوت وتبلیغ کی اجازت نہ دی جائے۔ بلفظ دیگر قرآن وحدیث کے مطلوبہ معیار پر جب تک وہ عالم نہ ہوجائیں انہیں دستار نہ دی جائے اور معیشت کے لیے کوئی متبادل صورت بھی اپنائی جائے''۔

یقیناً آج یہ ذہن سازی ضروری ہے کہ مسلمانوں سے بار بار یہ کہا جائے کہ عالم بنانے کا مطلب صرف اور صرف مسجد کی امامت

یا مدرسہ کی ملازمت ہی نہیں بلکہ اس کا خاص مقصد اولین دین حنیف سے واقفیت ہے۔ اب جب یہ آگاہی حاصل ہو جائے اور ایمان وعقیدے اور اعمال متواتر معمولہ کی حفاظت کے راستے ان پر روشن ہو جائیں تو اب شریعت مطہرہ کی روشنی میں وہ امامت اور مدرسے کی ملازمت کے علاوہ کوئی دوسرا کاروبار شروع کر سکتے ہیں۔ اس میں نہ تو کوئی ننگ وعار کی بات ہے اور نہ ہی اپنا کوئی نقصان، بلکہ سلف صالحین کا طریقہ تو یہی تھا کہ وہ علوم اسلامیہ میں مہارت نامہ رکھنے کے باوجود ایک اچھے تاجر اور بزنس مین ہوا کرتے تھے۔ موصوف نے دینی تعلیم میں تساہلی برتنے میں طلبہ کے ساتھ اساتذہ وارا کین کو بھی ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے مگر بہت سارے اساتذہ اس سلسلے میں بے قصور دیکھے گئے ہیں۔ تجربہ بحیثیت قاضی یہ فیصلہ سناتا ہے کہ بسااوقات کوئی مدرس خلوص وجذبے کے ساتھ تعلیم وتعلم کا ماحول بنانے میں کوشاں رہتا ہے مگر دوسرے لوگ اس کا حوصلہ پست کرنے میں لگے رہتے ہیں، آخرش نتیجہ ادون کے تابع ہوتا ہی ہے۔ اس کا جذبہ بھی دم توڑ دیتا ہے۔

آخر کی یہ تحریر بھی بڑا اہمیت کی حامل ہے: ''مدارس ایک طرح سے ایک ریاست ہیں۔ لہٰذا اس کے سارے کام شرعی خطوط وفقہی مسائل کی روشنی میں ہوں، نہ کہ مروجہ دنیاوی اصول پر ؎

اے کاش کہ یہ باتیں ہر دل میں اتر جائیں

حضرت مولانا مفتی محمد توفیق احسن برکاتی صاحب کی تحریر بھی برکتوں سے مالا مال ہے انہوں نے بھی طلبہ میں دینی بیداری پیدا کرنے کے لیے خود اساتذہ کا اس پر کاربند ہونا ضروری قرار دیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ''جن مدارس کے اساتذہ میں دنیاداری کا عنصر زیادہ ہوتا ہے۔ وہاں زیر تعلیم بچے بھی اسی سوچ کے مالک ہوتے ہیں۔۔۔ جن مدارس کے اساتذہ علم دوست ہوتے ہیں۔۔۔ وہاں کے طلبہ میں بھی یہ رنگ دکھائی دیتا ہے''۔ (ص ۴۴)

اس پر کچھ کہنے کے بجائے شیخ سعدی کا یہ فیصلہ نوٹ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ؎

جمال ہم نشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہما خاکم کہ ہستم

حضرت مولانا مفتی شریف الرحمن صاحب نے سارے سوالوں کا حل یہ تجویز فرمایا ہے کہ فضیلت کا کارس نو سال کیک بجائے چار پانچ سال کر دیا جائے۔ اس پر کچھ تفصیلی گفتگو کرنے کے بجائے میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جو طالب علم نو سال کی مدت میں اپنے متعینہ منازل تک پہنچنے سے قاصر رہا اسے چار پانچ سال میں وہاں تک رسائی حاصل کرنے کے لیے کم از کم کسی کرامت کا سہارا ضرور لینا پڑے گا۔ حضرت مولانا ذوالفقار رضا نوری صاحب نے عمدہ نصاب نافذ نہ کرنے میں ارباب حل وعقد کو قصوروار ٹھہرایا ہے لکھتے ہیں: ''دراصل جو حضرات ارباب حل و عقد ہیں وہ اپنے آپ میں مگن ہیں۔ وہ مجھ سے اچھا سوچ سکتے ہیں لیکن انہیں اس کی کوئی پرواہ نہیں''۔ (ص ۴۵) انہیں اس کی پرواہ ہے۔ وہ کوشش بھی کرتے ہیں۔ مگر قبول کرنا بھی تو شرط ہے۔ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے جانب سے جب تنظیم المدارس اور تجدید نصاب کے لئے ٹیم نکلی تو کتنے لوگوں نے اسے مانا؟ کتنے لوگوں نے اس کی حمایت کی؟ یہ سب نہ کر کے طنزاً یہ باتیں بھی سنائیں کہ اب بزرگوں کی کتابوں کی جگہ لونڈوں کی کتابیں پڑھائیں جائیں گی۔ کسی کی دل آزاری یا کسی کی شکایت کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ذمہ داران حضرات اپنی ذمہ داری نبھاتے ہیں، مگر ؎

گر قبول افتد زہے عز وشرف

محمد کہف الوریٰ مصباحی
جامعہ مصطفویہ رضا دارالیتامیٰ تاج نگر ٹیکہ ناگ پور مہاراشٹر

اعلان

ماہنامہ پیغام شریعت دہلی کی اشاعت ومقبولیت کو دیکھتے ہوئے اس کی کمپیوٹر کاپی فیس بک پر بھی اپ لوڈ کردی جاتی ہے تاکہ جن حضرات تک رسالہ نہیں پہنچ پارہا ہے وہ کمپیوٹر کے ذریعہ اس کوڈاؤن لوڈ کرسکیں۔ پیغام شریعت فیس بک کا اڈریس یہ ہے:

www.facebook.com/paighamesheriat

نیز ہندوستان کے طول وعرض میں پھیلی ہوئی مساجد ومدارس واسلامی مراکز کے ذمہ داروں سے گزارش ہے کہ اپنا پورا پتہ پن کوڈ کے ساتھ ارسال کریں تاکہ ہم پیغام شریعت کی مفت کاپی آپ کے پتے پر ارسال کریں۔ اپنے پتے اس ای میل پر ارسال کریں:

Tariqueanwer313@gmail.com

طارق انور مصباحی
مینیجنگ ایڈیٹر ماہنامہ پیغام شریعت دہلی
09916371192

اہل قلم توجہ دیں!

قلم کار حضرات سے گزارش کرتے ہیں کہ اپنے گراں قدر مضامین صاف لکھ کر ارسال فرمائیں۔ کمپوز شدہ تحریر ان پیج کی فائل میں بھیجیں تو اس سے آپ کی تحریر میں غلطیوں کے امکانات کم ہوں گے۔ اپنے مضامین مختصر اور چھوٹے لکھیں، جو دو تین یا چار صفحات تک محدود ہوں، زبان عام فہم استعمال کریں اور اپنی تحریر میں حوالے کا التزام کریں۔ اپنی نگارشات کے اخیر میں اپنا نام، مکمل پتہ اور رابطہ نمبر ضرور لکھیں۔

اطلاعاً عرض ہے کہ ماہنامہ پیغام شریعت میں ایسا مضمون شائع نہ ہوگا جو کسی رسالے میں شائع ہو چکا ہے۔ لہٰذا اپنا غیر مطبوعہ مضمون ہی ارسال کریں۔ مہینے کی پانچویں تاریخ تک مضامین، اور دس تاریخ تک رپورٹس اور تاثرات ادارے کو موصول ہوجائیں تو ہمیں شائع کرنے میں آسانی ہوگی۔

paigamesheriat@gmail.com

ماہنامے کی ایجنسی لینے کے لیے مندرجہ ذیل نمبر پر رابطہ کریں

بنگلور میں: مولانا طارق انور مصباحی: 09916371192

بنارس میں: مولانا ڈاکٹر شفیق اجمل 09839655808

کولکاتہ میں: مولانا وفاء المصطفیٰ امجدی 09883264118

بھیونڈی میں: حافظ علاء الدین: 09823625741

سنبھل میں: مولانا محمد فاضل مصباحی: 09634682342

مہراجگنج یوپی میں: مولانا کوثر امام: 09838086342

مالیگاؤں میں مولانا غلام مصطفیٰ رضوی: 09325028586

ممبئی میں: ڈاکٹر غلام جابر شمس: 09869328511